جنوری
2021ء

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۵ (القرآن:54)

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 15	وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (القران)	جمادی الاوّل: 1442ھ
شمارہ : 01	اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ سورۃ القمر)	جنوری : 2021ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمت بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- حاجی محمد منظور انور
- انجینئر عبداللہ اسماعیل

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
انتظامی امور	ملک نذر حسین
قانونی مشاورت	محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

اہل ثروت حضرات سے تاحیات زرِتعاون بیس ہزار روپے یکمشت	سالانہ زرتعاون بشمول خصوصی اشاعت اندورنِ ملک 800روپے	معمول کا شمارہ 50روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

صفحہ	مصنف	نمبر	عنوان
3		1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات
5		2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات
6	انجینئر مختار فاروقی	3	حرفِ آرزو
17	انجینئر مختار فاروقی	4	دجّالی قوتیں............(5)
21	اوریا مقبول جان	5	اگلے دس سال یہودی علماء کی نظر میں
28	احسن عزیز شہید	6	تصویرِ اک فتنۂ عالمگیر (8)
34	رضی الدین سیّد	7	مسلم سائنسدانوں کے قتل!
43	پروفیسر محمد اکبر مصطفوی	8	جوان اولاد کے متعلق دینی احکام اور.....
46	محمد منظور انور	9	گستاخانہ خاکے، اُمت مسلمہ کا شدید ردِّعمل
52	پروفیسر سید محمد سلیم	10	برطانوی حکومت کے آغاز میں دیسی تعلیم کی حالت (1)
63		11	تبصرہ وتعارف کتب

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات

(02)	اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	آیات
سورۃ البقرۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	126-122

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

اے بنی اسرائیل! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے

وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

اور یہ کہ میں نے تم کو اہل عالم پر فضیلت بخشی

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا

اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئے گا

وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور نہ اس سے بدلہ (عوض و معاوضہ) قبول کیا جائے گا اور نہ اس کو کسی کی سفارش
کچھ فائدہ دے گی اور نہ اُس کو (کسی اور طرح کی) مدد مل سکے

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ

اور جب پروردگار نے چند باتوں میں ابراہیم (علیہ السلام) کی آزمائش کی تو وہ ان میں پورے اُترے

قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

اللہ نے کہا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا

قَالَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۲۴﴾

انھوں نے کہا کہ (پروردگار) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنائیو)

اللہ نے فرمایا کہ ہمارا عہد ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا

وَ اِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمۡنًا

اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا

وَ اتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّی

اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اس کو نماز کی جگہ بنالو

وَ عَهِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَهِّرَا بَیۡتِیَ

اور ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو کہا کہ میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو

لِلطَّآئِفِیۡنَ وَ الۡعٰکِفِیۡنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۱۲۵﴾

طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والے کے لیے

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے پروردگار! اس جگہ کو امن کا شہر بنا

وَّارۡزُقۡ اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ

اور اس کے رہنے والوں میں سے جو اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں ان کے کھانے کو میوے عطا فرما

قَالَ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیۡلًا

(تو) اللہ نے فرمایا کہ جو کافر ہوگا میں اس کو بھی کسی قدر متمتع کروں گا

ثُمَّ اَضۡطَرُّهٗۤ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۲۶﴾

(مگر) پھر اس کو (عذابِ) دوزخ کے (بھگتنے کے) لیے ناچار لاؤں گا جو بُری جگہ ہے

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ

قَالَ النَّبِىُّ ﷺ

بارگاہِ نبوی ﷺ میں خیرات

1 **يَأْتِى الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ**

مسیح دجّال مشرق کی طرف سے آئے گا

هِمَّتُهُ الْمَدِينَةُ، حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ

اس کا مدینہ منورہ (میں داخل ہونے) کا پکا ارادہ ہوگا

یہاں تک کہ جبلِ اُحد کے پیچھے تک آ جائے گا،

ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهٗ قِبَلَ الشَّامِ،

پھر فرشتے اس کا رُخ ملک شام (آج کا فلسطین) کی طرف پھیر دیں گے

وَ هُنَالِكَ يَهْلِكُ

اور وہاں اس کا خاتمہ ہوجائے گا

(متفق علیہ، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

2

يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ، سَبْعُونَ أَلْفًا

اصفہان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار یہودی مسیح دجّال کے ساتھ ہوں گے

عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ

انھوں نے سیاہ جُبّے پہنے ہوں گے

(مسلم، عن انس رضی اللہ عنہ)

حرفِ آرزو

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ

(اے لوگو! گناہوں سے بخشش کیلئے) اللہ کی طرف (سیرنہیں) فرار اختیار کرو (الذاریات:50)

انجینئر مختار فاروقی

1

ع اُمّتی باعثِ رُسوائیٔ پیغمبر ﷺ ہیں
توہینِ رسالت کے واقعات کا اصل علاج

آج ہم زندہ مسلمانوں کی یہ سیاہ بختی ہے کہ ہمیں توہینِ رسالت کے پے بہ پے واقعات کا صدمہ سہنا پڑ رہا ہے۔ دشمن اپنے نظامِ تعلیم، سوشل میڈیا اور فلم و کرکٹ کلچر سے ہماری نئی نسلوں کی ایسی سیکولر اور لبرل انداز میں تربیت کر رہا ہے کہ ہم آج کے مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں مسلمانوں کی اکثریت مغرب زدہ ہے اور مغربی انداز میں سوچتی اور زندگی گزارتی ہے۔ غنیمت ہے کہ مسلمانوں میں کمزور ایمان اور بے عملی کے باوجود غیرتِ ایمانی اور اپنے آقا حضرت محمد ﷺ سے محبت کی رمق ابھی باقی ہے کہ ہر نئے توہین آمیز واقعہ پر ہماری غیرت جوش مارتی ہے ہم جلوس نکال کر نعرے لگا کر یا انتہائی اقدام کے طور پر توہینِ رسالت کے مرتکب اور گستاخِ رسول کو کیفر کردار تک پہنچا کر وقتی طور پر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ مختصر عرصے میں دوبارہ ایسا ایمان سوز واقعہ ہو جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان واقعات کی بندش اور فول پروف (FOOL PROOF) انداز میں رکاوٹ کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ کہ دوبارہ ایسے واقعات نہ ہوں۔

حقیقتاً آج اسی سوال پر سنجیدگی سے سوچنے کا موقع اور وقت ہے اور غور کریں تو دشمنوں

کے مذموم مقاصد کا راستہ روکنے اور توہین رسالت کے واقعات کی حوصلہ شکنی کے لیے یہی صحیح راستہ ہے کہ ہم حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اپنے تعلق، اطاعت ومحبت اور جذبۂ عشق کی از سرِنو تجدید کا عہد کریں اور پھر اس عہد کو نبھائیں۔

آیئے آپ ﷺ کے چند فرامین پر غور فرمائیں کہ ہم لوگ عملی زندگی میں اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی کیسے کیسے نافرمانی اور دل آزاری کا باعث بنتے ہیں اور ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا۔

1۔ آپ ﷺ نے ہی ہمیں قرآن مجید دیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:
مَا آمَنَ بِالقُرْآنِ مَنْ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهٗ (ترمذی عن صہیبؓ)
''جس نے قرآن مجید کے حرام کو حلال کرلیا وہ قرآن مجید پر ایمان نہیں لایا''۔

2۔ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ (ترمذی)
''جس نے (کاروبار میں) چیزوں میں ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں''۔

3۔ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّيْ (بخاری)
''جس نے نکاح کے علاوہ کوئی راستہ (مستقلاً) اختیار کرلیا (کہ وہ بھی حلال ہے) وہ ہم میں سے نہیں''۔

4۔ مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا (ابوداؤد)
''جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں''۔

ان احادیث کی روشنی میں ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور گردوپیش میں دیکھیں تو نظر آئے گا کہ ہم اپنے عمل سے خود ہی اسلام سے، قرآن سے اور اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے تعلق کاٹ رہے ہیں اور بعض نام کے مسلمانوں نے تو یہ تعلق کاٹ رکھا ہے۔

اسی بات کا نتیجہ ہے کہ آج کافر، دشمنانِ اسلام، لبرل اور سیکولر لوگ ــــ اسلام، قرآن اور حضرت محمد ﷺ کے خلاف زبان درازی کے مرتکب ہو رہے ہیں کہ مسلمان خود ہی اپنے پیغمبر ﷺ کی نافرمانیاں کررہے ہیں اور ان کے دلوں میں رسول ﷺ کی عظمت ومحبت کا جذبہ اور عشق کا ولولہ کمزور ہوگیا ہے۔گویا مسلمانوں کے دل سے روحِ محمد ﷺ (عشق ومحبت مصطفےٰ ﷺ)

کا جذبہ سرد پڑ گیا ہے۔

علامہ اقبال نے پون صدی پہلے اپنی نظم بعنوان ''ابلیس کا فرمان، اپنے سیاسی فرزندوں کے نام'' میں کہا تھا:

؎ وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

یعنی مغرب اور اس کا نظامِ تعلیم مسلمانوں (بالخصوص نوجوان مسلمانوں) کے دل سے حب رسول ﷺ اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا جذبہ نکالنے کے درپے ہیں۔ آج نظر آ رہا ہے کہ وہ دشمنی مسلسل آگے بڑھتے بڑھتے ہم مسلمانوں کے دلوں سے بالعموم دین سے محبت، قرآن سے محبت، آخرت پر ایمان اور حضرت محمد ﷺ سے کامل وفاداری کے جذبہ کو بہت کمزور کر چکی ہے۔

علامہ اقبال نے 1913ء میں جوابِ شکوہ میں کہا تھا کہ سچے مسلمان اور دردِ دل رکھنے والے مسلمان چلے گئے آج کے مسلمان اپنے عمل و کردار سے اپنے پیغمبر کی رسوائی کا باعث ہیں۔ ع اُمتی باعثِ رسوائی پیغمبر ﷺ ہیں۔ 1913ء اور آج ایک صدی بعد کے مسلمان مغربی بالادستی اور اسلام دشمنی کے ثقافتی حملوں کے باعث کہاں تک گر گئے ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں۔

اُمت مسلمہ کی آج عمومی پستی اور دین سے دوری کا اصل علاج 'توبہ' ہے۔ آج توبہ ہی کی منادی دی جانی چاہیے کہ اُمت مسلمہ جاگے، اپنے مقام کو پہچانے، لوگ انفرادی توبہ کریں اور امت کے رہنما اجتماعی توبہ کی اہمیت اُجاگر کریں اور اسلام کے نفاذ اور اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کریں اس طرح مسلمان آخرت میں سرخرو ہوں گے اور دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ حکومت، خلافت، تمکین، اجتماعی شرک سے برأت کا پروانہ ★ عطا فرما دیں گے دشمنان اسلام اور توہین رسالت کی سوچ رکھنے والے عناصر، فورم، سوسائٹیاں اور ادارے سب خاموش ہو جائیں گے دنیا امن، سلامتی اور حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کی برکات اور رحمۃ للعالمینی کے ثمرات سے بھر جائے گی۔

★ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا (سورۃ النور 55:24) ''کوئی میرے ساتھ شریک نہیں کرے گا''۔ اسلام کے نظامِ خلافت کے قیام کے بعد شرک بطورِ نظام ختم ہو جائے گا۔ آج اہل علم مغربی جمہوریت اور مطلق العنان بادشاہت کو بھی شرک کہتے ہیں۔ اس شرک کا خاتمہ قیامِ نظامِ خلافت کے بعد ہی ممکن ہوگا۔

قرآن مجید میں عمومی طور پر اُمت کی دین سے دوری سے رجوع کرنے کے لیے (جلدی کرنے اور فوری توبہ کی تشویق کے لیے) 'فرار' کا لفظ ہے فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ (الذّاریات 51:50) دوڑو، لپکو، جلدی کرو، گناہوں والی زندگی سے نکلو اور دور بھاگو۔ جیسے انسان آگ سے بچاؤ کے لیے فرار اختیار کرتا ہے پہلے خود بچو پھر دوسروں کو بچاؤ۔ توبہ کا راستہ ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی طرف کرنے اور تائید و نصرتِ خداوندی کو اپنے حق میں کرنے کا صحیح، مختصر اور یقینی راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ منبر و محراب کے وارثان سمیت اُمت مسلمہ کے ہر باشعور فرد کو توبہ کرنے اور دوسروں کو توبہ کی طرف آمادہ کرنے کی ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے (آمین)۔

فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ (ابن ماجہ)

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اُس نے گناہ نہیں کیا

2

مغربی حکمرانوں کی دریدہ دہنی
اے خاصۂ خاصانِ رُسلؐ وقتِ دعا ہے

پروفیسر عبدالواحد سجاد
sajjadabdul313@gmail.com

(بشکریہ روزنامہ اسلام، 30 اکتوبر 2020ء)

خلیفہ عبدالحمید ثانی 31 اگست 1876ء سے 27 اپریل 1909ء تک خلافت عثمانیہ کے 34 ویں حکمران تھے۔ ان کا نام تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے مرقوم ہے۔ وہ عالم اسلام میں حب رسول ﷺ اور کردار کے باعث اہم مقام کے حامل تھے۔ خلیفہ عبدالحمید ایک دن اپنے وزراء اور مشیروں کے ساتھ میٹنگ کر رہے تھے کہ ایک حکومتی عہدیدار نے ایک فرانسیسی اخبار ان کی طرف بڑھایا جس میں ایک اشتہار شائع ہوا تھا کہ فرانس کے ایک تھیٹر میں ایک ڈرامہ پیش کیا جائے گا جس میں حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی جائے گی۔

خلیفہ نے فرانسیسی اخبار کا اشتہار بلند آواز میں پڑھنا شروع کیا۔ اشتہار پڑھتے ہوئے جلال اور غصے کی وجہ سے ان کا جسم کانپ رہا تھا۔ اشتہار پڑھنے کے بعد اجلاس میں موجود لوگوں سے کہنے لگے کہ ایک شخص نے ایک ڈرامہ لکھا ہے جس میں حضور ﷺ کا کردار ایک شخص ادا کرے گا۔ پیرس کے تھیٹر میں چلنے والے اس ڈرامے میں نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہوں گی۔ اگر وہ میرے بارے میں بکواس کرتے تو مجھے کوئی غم نہ ہوتا لیکن میرے آقا و مولا ﷺ اور دین کے بارے میں گستاخیاں کریں تو میں جیتے جی مر جاؤں۔ میں تلوار اٹھاؤں گا یہاں تک کہ اپنی جان قربان کر دوں گا۔ چاہے میری گردن کٹ جائے یا میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تاکہ کل قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ میں انہیں برباد کر دوں گا۔ یہ تباہی ہر ذلیل دشمن کے لیے نشانِ عبرت ہوگی۔ ہم جنگ کریں گے ہم بے غیرت نہیں بن سکتے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ ہم اپنے دفاع سے پیچھے ہٹ جائیں۔ ہم ان سے جنگ کریں گے۔'' اس کے بعد انہوں نے فرانس کے سفیر کی طلبی کے احکامات جاری کیے، فرانس کے سفیر کے آنے سے قبل فاخرانہ لباس زیب تن کیا جو شاید اس پر ہیبت ڈالنے کے لیے تھا وہ بے چینی سے فرانسیسی سفیر کا انتظار کر رہے تھے، سفیر حاضر ہوا تو وہ تخت پر بیٹھنے کی بجائے اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ سلطان عبدالحمید نے سفیر کو مخاطب کیا۔ سفیر صاحب! ہم مسلمان اپنے رسول ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں، اسی وجہ سے ان سے محبت کرنے والے ان پر اپنی جانوں کو قربان کرتے ہیں، مجھے ان پر جان قربان کرنے میں کوئی تردّد نہیں، ہم نے سنا ہے کہ آپ نے ایک تھیٹر ڈرامہ بنایا ہے جو نبی مکرم ﷺ کی توہین پر مشتمل ہے، یہ کہا اور سفیر کی طرف قدم بڑھاتے بڑھاتے اس کے بہت قریب پہنچ گئے، فرانسیسی سفیر کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ سلطان عبدالحمید نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا، اگر تم نے اس ڈرامے کو نہ روکا تو میں تمہاری دنیا تباہ کر دوں گا۔ یہ کہہ کر ڈرامے کے اشتہار والا فرانسیسی اخبار سفیر کی طرف اچھال دیا اور نہایت تیزی سے دربار سے نکل گئے۔

فرانسیسی سفیر یہ اخبار اٹھائے ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ دربا سے نکلا اور سیدھا سفارت خانے پہنچ گیا اور ایک نہایت برق رفتار پیغام اپنی حکومت کو بھیجا اگر فرانس کو جلتا ہوا

نہیں دیکھنا چاہتے تو فوراً گستاخانہ ڈرامے کی نمائش روک دو۔ عثمانی لشکر اور جہاز صرف احکامات کے منتظر ہیں۔ پیادہ فوج اور توپ خانہ چھاؤنیوں سے نکل چکا ہے۔

اس پیغام کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ عبدالحمید نے فرانسیسی سفیر سے جس جنگ کا کہا۔ دربار سے نکل کر خاموش نہیں بیٹھے بلکہ اپنے مشیر خصوصی کو دفتر میں طلب کر کے خود ایک سرکلر لکھوایا کہ ''فرانسیسیوں کی اسلام کے خلاف کارروائیاں حد سے تجاوز کر چکی ہیں ہم پھر بھی پاس ادب رکھے ہوئے تھے لیکن اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اب ہم فرانسیسیوں سے حتمی جنگ کرنے جارہے ہیں۔ اب ہم ان کی زبان میں بات کریں گے۔''

اس سرکلر نے اسلام دشمن فرانس پر خوف طاری کر دیا، فرانسیسی سفیر کا پیغام ملتے ہی اس نے گھٹنے ٹیک دیے۔ خلیفہ اپنے خاص کمرے میں موجود فرانس کے جواب کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک حکومتی عہدیدار ہانپتا ہوا کمرے میں بلا اجازت داخل ہوگیا اور گویا ہوا جناب! ایک خوشخبری آئی ہے۔ سلطان نے کہا وہ کیا؟ وہ کہنے لگا کہ فرانس کی حکومت نے نہ صرف اس ڈرامے کو روک دیا ہے بلکہ تھیٹر کو بھی ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے، اس خوشخبری کو سنتے ہی سلطان عبدالحمید کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، فرط جذبات میں صرف الحمدللہ ہی کہہ سکے اور پھر اس عہدیدار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''پاشا! مجھے یہ عزت صرف اس لیے ملی کہ میں اس دین کا ادنیٰ سا خادم ہوں مجھے کسی بڑے لقب کی ضرورت نہیں''۔

(اس واقعے کی ڈرامائی تشکیل سوشل میڈیا پر موجود ہے۔)

ایک وقت تھا کہ خلافت عثمانیہ کی ہیبت کی ایسی دھاک تھی کہ فرانس کیا پورا یورپ ہل جایا کرتا تھا۔ آج یہ عالم ہے کہ ساٹھ اسلامی ممالک ہیں مگر وہی فرانس ہے جس کا صدر حضور اکرم ﷺ کے خاکوں کی نہ صرف حمایت کر رہا ہے بلکہ انہیں سرکاری عمارتوں میں بھی لگا رہا ہے، مسلم حکمرانوں کے منہ میں زبان تک نہیں چہ جائیکہ وہ سلطان عبدالحمید کی طرح یہ اعلان کریں کہ ہماری افواج اگلے حکم کے لیے تیار ہیں۔

سلطان عبدالحمید کے اس جرأت مندانہ اِعلان نے نہ صرف مسلمانوں کے جذبات کی حقیقی ترجمانی کی بلکہ اسلام دشمنوں کو بھی یہ بتا دیا کہ ''آبروئے ما زنام محمد است'' فرانس نے

گھٹنے ٹیکے تو پورے عالم اسلام میں جشن کا سماں تھا۔ یہاں تک غیر مسلموں نے بھی یہ اعلان کیا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی شان میں آیندہ بھی گستاخی برداشت نہیں کریں گے، مسلمان گلی کوچوں اور شاہراہوں میں اس خوشی کے موقع پر حضور ﷺ سے والہانہ محبت کا اظہار ان پر درود شریف پڑھ کر کر رہے تھے۔

نائن الیون کے بعد مغرب کے حکمران جس دیدہ دلیری سے توہین رسالت کر رہے ہیں اور قرآن تک کو جلانے کے عمل سے گزر چکے ہیں، مسلم قیادت ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے خوابِ غفلت میں مدہوش ہے، آج بھی صرف ترک حکمران طیب اردوان کی للکار سنائی دے رہی ہے۔ مسلم اُمہ اس سال جشن ولادت منانے میں ماضی کی طرح مصروف ہے مگر آقائے نامدار ﷺ سے محبت کا حقیقی اظہار عمل کی صورت میں نظر نہیں آ رہا۔ کاش اُمت مسلمہ یکجا ہو کر سیرتِ رسول ﷺ کے سانچے میں خود کو ڈھالے اور اپنے حکمرانوں کو مجبور کرے کہ وہ ان کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کریں کیونکہ بے بسی کی انتہا الطاف حسین حالی کی طرح یہ کہنے پر مجبور کر رہی ہے:

ے اے خاصۂ خاصانِ رُسلؐ وقت دعا ہے
اُمّت پر تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

3

عالم کفر سے اُمت محمدیہ ﷺ کے نام پیغام

ع ہے جرمِ ضعیفی کی سزا ''توہینِ رسالت''

'وھن' ــــ 'توہینِ رسالت' اور کرنے کا کام

دنیا میں آج مسلمانوں کی تعداد 150 کروڑ سے زائد ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ ہر پانچواں انسان مسلمان ہے اور مسلمانوں کے پاس وسائل کی بھی فراوانی ہے۔ 60 مسلمان ممالک

ہیں اور ان کے پاس دنیا کا بہترین زرعی علاقہ ہے، تیل کی پیداوار کے ذخائر ہیں، اعلیٰ ترین افرادی قوت ہے، زرعی اجناس اور پھلوں سے مالا مال مارکیٹیں ہیں ـــــ مگر دنیا بھر میں نہ عزت ہے نہ وقار، نہ داخلی استحکام ہے نہ خارجی امن، مسلمان ہر جگہ اور ہر لحاظ سے کسمپرسی اور محکومیت کا شکار ہیں۔ عوام کیا خواص بھی عالمی طاقتوں اور اُن کے درپردہ صہیونی آقاؤں کے آگے دست بستہ بے دام غلام کی حیثیت سے کھڑے ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ محکومیت اور 'مسکنت' کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ہم عملاً امریکہ اور مغربی ممالک کے غلام بن چکے ہیں۔

اس سارے قضیئے کی بنیادی وجہ ہم مسلمانوں کا مجموعی طور پر دین کو چھوڑ دینا ہے اور قرآن مجید سے بے اعتنائی برتنا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا اے مسلمانو! تم کثرت میں ہونے کے باوجود بے وقعت ہو جاؤ گے اور تمہاری حالت 'غثاء السیل' یعنی سیلابی ریلے کے اوپر والی جھاگ اور خس وخاشاک سے زیادہ نہیں ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشویش لاحق ہوئی، سوال ہوا کہ اے اللہ کے رسول! کیا مسلمانوں کی یہ حالت 'عددی قلّت' کی وجہ سے ہوگی؟ ارشاد ہوا: نہیں 'بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ' (بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت زیادہ ہو گے، جیسے آج کل ہیں) پھر اس ذلت ورسوائی کی وجہ؟ ارشاد ہوا کہ تمہارے اندر ایک بیماری پیدا ہو جائے گی اس کا نام ہے 'وھـــــن'۔ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ارشاد فرمایئے کہ یہ 'وھن' کیا بیماری ہے؟ ارشاد ہوا:

حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ

''دنیا کی محبت (میں گرفتار ہونا) اور موت سے (اپنے اعمال سیّئہ کے باعث) کراہیت''

آج ہم مسلمانوں کی عمومی ذلت ورسوائی کا مشاہدہ کریں تو سر کی آنکھوں سے یہ حقیقت دیکھی جاسکتی ہے اور ہر عام وخاص کو اس ذلت ورسوائی سے سابقہ ہے۔ غور کریں تو محسوس ہوگا کہ یقیناً آج مجموعی طور پر مسلمانوں میں یہ 'وھــن' کی بیماری نہ صرف پیدا ہو چکی ہے بلکہ جسدِ ملّی کے ریشے ریشے اور خلیے خلیے میں سرایت کر چکی ہے اور بالعموم ہم مسلمان عالمی سطح پر بے وقعت، بے اختیار اور عالمی طاقتوں کے رحم وکرم پر آس لگائے مستقبل کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک زمانوں (جب اہل ایمان کو غلبہ حاصل ہوا اور

نیکی کا دور دورہ ہو گیا حق غالب ہو گیا اور باطل بھاگ گیا) کے علاوہ ہمیشہ باطل کا غلبہ اور طاقت کا قانون رائج رہا ہے، MIGHT IS RIGHT ـــــ یا 'جس کی لاٹھی اس کی بھینس' کے اُصول کی فرماں روائی رہی ہے اور آج بھی علم کے شہرہ، ترقی، وسائل، شعور وآگہی کی فراوانی کے باوجود عالمی سطح پر یہی 'جنگل کا قانون' رائج ہے۔ مسلمان دین سے بے وفائی کے باعث بے وقعت ہوئے تو 'عالم کفر' نے مسلمانوں پر چڑھائی کر دی اور ہمارے اُصول، علم، تحقیق، ترقی، ثقافت، آرٹ ہر چیز کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ اس صورت حال میں دو صدیاں بیت چکی ہیں۔ تو آج ہر جگہ مغرب کی جارحانہ اور ظالمانہ کارروائیوں اور بے اُصولیوں کے باعث 'کھرے' کو 'کھوٹا' اور جھوٹ کو سچ بنایا گیا ہے اور میڈیا کے ذریعے 'زہر' کو 'آبِ حیات' بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔

گزشتہ ساٹھ سالوں میں مسلمانوں نے جسمانی طور پر (PHYSICALLY) تو اقوام یورپ اور صہیونی طاقتوں سے آزادی حاصل کر لی ہے اور ساٹھ کے لگ بھگ مسلمان ملک آزاد ہیں مگر ذہنی وفکری غلامی ابھی اپنی جگہ قائم ہے بلکہ بعض لحاظ سے گہری ہوتی جا رہی ہے۔

محکومی میں کسی قوم کے افراد کو غلام بنا لیا جاتا ہے تو اس قوم کی عزت نفس اور نظریات وافکار کو بھی پاؤں تلے روند دیا جاتا ہے اور محکوموں کی چیخ و پکار حاکموں اور وقت کے فرعونوں کے کانوں پر کوئی ارتعاش پیدا نہیں کر سکتی۔ یہی حال آج ہم مسلمانوں کا ہے۔ ہم مسلمان تو مغربی آقاؤں کی غلامی کر رہے ہیں ہمارے ٹیکس ہمارے آقاؤں کے مسلط کردہ حاکموں کی جیبیں بھرتے ہیں اُن کے لئے عیاشی کا سامان فراہم کرتے ہیں اور یہ حکمران اپنی قوم کے جذبات کی عکاسی کی بجائے عالمی طاقتوں کو خوش کر کے اپنی حکمرانی کے دن طویل کرنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ آج عالمی طاقتیں ہماری عزتِ نفس کو کچل کر ہمارے افکار ونظریات کو جامد، دقیانوسی، پرانے اور پتھر کے زمانے کی باتیں (اساطیر الاوّلین) باور کرانے کے درپے ہیں بلکہ ہماری محبوب شخصیات اور جان سے عزیز پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی بے حرمتی اور توہین پر اُتر آئے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے یہ عمل بھی مسلسل جاری ہے اور ـــــ ہم محکوموں کی آہ و پکار اور احتجاج بھی ـــــ مگر وقت کے فرعونوں کو اس سے کیا غرض۔ اب اس سے

آگے بڑھ کر اقوام مغرب نے اور اس کے سرغنہ امریکہ نے اپنی سرزمین سے یہ ناپاک جسارت بھی کی کہ (1) وہاں خاکم بدہن حضرت محمد ﷺ کے کارٹون بنانے کے مکروہ عمل کا مقابلہ منعقد کرایا۔ (2) نائن الیون کے دس سالہ یادگاری دن کے موقع پر امریکہ کے ایک پادری نے قرآن پاک کو جلا دیا۔ اور (3) اب 2012ء میں حضرت محمد ﷺ کی ذاتی اور شخصی توہین میں ایک فلم بنا کر (خاکم بدہن) انتہائی توہین آمیز جملے اس میں کہے گئے۔ اس جانکاہ سانحہ پر اِدھر احتجاج جاری ہے اور اُدھر بے حسی کا عالم ہے اور ہمارے ملک کے اندر دشمن کے چھپے ایجنٹ آزادیٔ رائے کے نام سے ان شیطانی اعمال کا جواز پیش کر رہے ہیں۔ کاش یہ دن دیکھنے کے لئے ہم زندہ نہ رہے ہوتے!۔

دنیا میں یہ جاری اُصول اگر ہمیں سمجھ میں آجائے کہ

؎ تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

اور اپنی 'وھن' کی بیماری کا احساس بھی ہو جائے تو آج مغرب کی دلیری اور ہماری بے عزتی نہیں ہمارے پیغمبر ﷺ کی توہین کا ارتکاب ہمیں احساس دلائے گا ـــــ کہ 'وھن' سے ہی 'توہین' کا لفظ بنا ہے ہماری خطاؤں، لغزشوں اور بے عملیوں سے ہی دشمن کو شہ ملی ہے اور وہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی توہین کا مرتکب ہو رہا ہے۔

یقین کیجیے ـــــ احتجاج کی صدا بلند رکھنا ہمارا فرض ہے اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ہمارا ایمان ہے ـــــ مگر مغربی اقوام کے ذہن کا خنّاس (اور فرعونیت) کبھی احتجاج کی زبان کو اہمیت نہیں دے گا۔ ہمیں ـــــ بیدار ہونا چاہیے اور متحد ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے ـــــ ملکِ خداداد پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ ضروری ہے اگر یہاں ـــــ اگلے الیکشن میں حضرت محمد ﷺ کے سچے اُمتی اور حقیقی غلامانِ مصطفیٰ اقتدار میں آجائیں تو دیکھیے یہ توہین آمیز کارروائیاں اور مسلمانوں کا دل جلانے والے اقدامات کا راتوں رات خاتمہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے وہ ہمیں سچی توبہ کرنے اور حضرت محمد ﷺ کا سچا اُمّتی بننے کی ہمّت اور شوق دے۔ بقول اقبال

ے تڑپنے ، پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضٰی ؓ ، سوزِ صدیق ؓ دے

اگر یہ دولت ہمیں میسر آجائے تو پھر صہیونیّت کو سانپ سونگھ جائے گا، مغربی بے غیرت اور بے حیا اقوام کو لباس یاد آجائے گا اور اسلام، پیغمبرِ اسلام (حضرت محمد ﷺ) اور مسلمان کا نام ادب سے (باوضو ہوکر) لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ہمارا ماضی، ہمارے معتقدات، ہماری ثقافت، ARTS، ہماری محبوب شخصیات دنیا میں پہچانی جانے لگیں گی اور آج کی مادر پدر آزاد انسانیت کو اللہ، آخرت اور وحی کے الفاظ ذہن کے کسی گوشے سے اُبھر کر زبان پر آجائیں گے اگر ہم اس جاری احتجاج کے ساتھ دروں بینی (INWARD LOOKING) کا اہتمام کریں اور ایک حقیقی اسلامی ریاست دنیا میں بنا دیں تو 'خاکے بند کرو' کے مطالبہ کی بجائے اسلام کے غلبے کی جدوجہد کا راستہ یقیناً زیادہ صحیح مختصر اور آسان راستہ ثابت ہوگا۔ وما ذالك على الله بعزيز

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

اس شمارے کی اشاعت سے حکمت بالغہ اپنے 15 ویں اشاعتی سال کا آغاز کر رہا ہے۔ اس عرصے میں حکمت بالغہ کی اشاعت سے جو خیر اور حق گوئی کا کام ہوا ہے وہ سراسر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے اور ہم تہہ دل سے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں اور اگر کوئی غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں تو وہ یقیناً ہماری نظری و فکری نارسائی کی وجہ سے سرزد ہوئی ہیں۔ ہم ایسی (دانستہ و نادانستہ دیدہ و نادیدہ) تمام غلطیوں پر اللہ تعالیٰ کے حضور معافی اور بخشش کے طلب گار ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَ هُوَ الْمُسْتَعَانُ

(ادارہ)

فتنۂ دجّال کے منحوس دور کی
ایمان سوز کالی گھٹائیں

5 دجّالی قوّتیں اور عصر حاضر میں ان کے شیطانی منصوبے

انجینئر مختار فاروقی

- پچھلے چند سال سے سعودی حکومت عالمی صہیونی استعمار کے فرنٹ مین امریکہ کے ایک منصوبے ایک ڈیجیٹل جدید شہر کو اپنی جیب سے پیسہ (صرف 500 ارب ڈالر) خرچ کر کے بنا رہی ہے، جواب تکمیل کے مراحل میں داخل ہوا چاہتا ہے۔ اس شہر کا نام NEOM سٹی ہے۔
- یہ شہر ___ اگر امریکہ میں ہوتا تو سوچا جا سکتا تھا کہ عالمی سطح پر امیر ترین لوگوں کے لیے کوئی نئی رہائشی سکیم یا ٹاؤن ہے جو اکیسویں صدی کا الٹرا ماڈرن سٹی (ULTRA MODERN) ہوگا مگر یہ شہر سعودی عرب کے شمالی علاقہ تبوک میں بن رہا ہے۔
- یہ تبوک وہ جگہ جہاں ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ 30 ہزار کا لشکر لے کر گئے تھے اور وسائل کی کمی کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے یہ سفر اختیار کیا تھا۔ ایران اور روم کی مادی طاقتوں میں اس وقت روم کے بادشاہ قیصر کا غلبہ تھا اس کے پاس کئی لاکھ مسلح رومی افواج تھیں وہ فوجیں تبوک کے شمال مشرق میں بصرہ کے آس پاس خیمہ زن تھیں۔ رسول ﷺ نے یہاں ایک مہینہ قیام فرمایا تھا مگر قیصر روم (CONSTANTINE THE GREAT) مقابلے میں نہیں آیا۔ یہ سفر رجب 9ھ (630ء) کا ہے۔
- قصیر روم فوجیں لے کر کیوں تبوک نہیں آیا؟ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس سے

قبل اوائل 8ھ میں قیصر روم اپنے نام سیّدنا حضرت محمد ﷺ کا دعوتی خط وصول کر کے ذہنی پریشانی اور قلبی اضطراب کا شکار تھا، اس نے فلسطین آئے ہوئے ایک نامور عرب تاجر (ابوسفیان، جو واپس جا کر اس گفتگو سے متأثر ہونے کی وجہ سے ایمان لے آئے، رضی اللہ عنہ) کو بلا کر حضرت محمد ﷺ کے بارے میں معلوماتی سوال کیے تا کہ وہ خود بھی اور اس کے درباری اور عیسائی علماء بھی اس سے مستفیض ہوں۔ (حضرت) ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے جوابات سے قیصر روم متأثر تھا اس کے الفاظ کتب حدیث میں اس طرح آئے ہیں کہ (تورات وانجیل کی پیش گوئیوں کی روشنی میں) میں جانتا تھا ایک پیغمبر کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہے مگر میں سمجھتا تھا کہ وہ پیغمبر (علیہ السلام) یورپ میں آئے گا۔ قیصر روم اس موقع پر بہت قریب تھا کہ ایمان لے آئے مگر عیسائی علماء و بطریق آڑے آ گئے۔ قیصر روم چاہتا تو حکومت کو چھوڑ کر حضرت محمد ﷺ کے قدموں میں آجاتا مگر حکومتی جاہ وجلال ہی اس کے آڑے آ گیا۔ قیصر روم کے ایمان لانے سے سلطنت روم اور پورا یورپ بھی ایمان لے آتا مگر قیصر روم کی جھوٹی اَنا آڑے آ گئی وہ خود بھی خائب وخاسر ہوا اور پورے یورپ کو اگلی آٹھ نو صدیاں گمراہی کے اندھیروں میں ڈال گیا تا آنکہ 1453ء میں سلطنت عثمانیہ کے نامور حکمران سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کیا جس سے مشرقی یورپ ایمان لے آیا اور مسلم اقتدار برطانیہ اور فرانس کے قریب تک جا پہنچا۔ قیصر روم حضرت محمد ﷺ کو پہچاننے کی وجہ سے 630ء میں ایک رسول (علیہ السلام) کے مقابلے پر نہ آ سکا بلکہ بزدلی کا طعنہ کھانا گوارا کر لیا۔ جس سے سلطنت روم INTACT رہ گئی۔

- یہ شہر NEOM اسی اہم جگہ پر بنایا جا رہا ہے اس شہر کے مغرب میں خلیج عقبہ اور صحرائے سینا ہے (جس میں طور پہاڑ ہے) اور خلیج سویز اور ملک مصر ہے۔ شمال میں اردن اور اسرائیل ہے۔ (اسرائیل کا یہی وہ علاقہ جہاں خلیج عقبہ کے کنارے ایلات کی بندرگاہ ہے جہاں بنی اسرائیل پر یوم السّبت کو مچھلیاں پکڑنے کی وجہ سے عذاب آیا تھا (سورۃ اعراف: آیت 163) جنوب اور مشرق میں سعودی عرب کا علاقہ ہے۔

- یہ شہر دنیا کا جدید شہر بن رہا ہے جہاں مغربی طاقتوں کی جدید ترین سائنسی ترقی کا استعمال کیا جا رہا ہے اور 7G ٹیکنالوجی سے مزین ہوگا (یاد رہے کہ بالعموم دنیا میں عوامی سطح پر ابھی

5G ٹیکنالوجی جدید ترین ٹیکنالوجی سمجھی جاتی ہے جو ابھی پاکستان میں عام میسر نہیں ہے)۔

- یہ شہر مسلمانوں کے وسائل سے مسلمانوں کے علاقے میں دجال اور 'مسیح الدجال' کا شہر بننے جا رہا ہے۔ یہی دجال ہے جس کا تذکرہ احادیث مبارکہ میں ہے اور اصفہان سے ظاہر ہوگا مدینہ پر حملہ کے ارادے سے آگے بڑھے گا مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا مگر اس جنگ کے اثرات مدینہ میں بھی پہنچیں گے۔ اس دجال کے منصوبے بہت خطرناک ہیں بعض اکابرینِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبروں کی بے حرمتی کی کوشش جیسے واقعات اس دجال کے ذمے کام ہیں جو یہود کا منصوبہ ہے۔

- 'دجال' یا 'المسیح الدجال' کے آنے کی تیاریاں کن طاقتوں کے ذہن کی پیداوار ہے؟ کن عالمی طاقتوں کا BRAIN CHILD ہے؟ کون کون سی طاقتیں اس منصوبہ کو آگے بڑھا رہی ہیں اور اس کو اپنی زندگی اور موت کا مسئلہ بنائے ہوئے ہیں؟ اس کے آثار آنکھوں سے دیکھے جا سکتے ہیں کہ نیوم شہر کی تعمیر سے سعودی عرب ان طاقتوں کے زیر اثر آ چکا ہے۔

- اس 'دجال' کے ذمے یہ اہم کام بھی ہے کہ وہ موجودہ اسرائیل کی ریاست کو عظیم اسرائیل (GREATER ISRAEL) میں تبدیل کر دے گا اس کے لیے میدان تیار ہے مراکش نے ابھی اسرائیل کو تسلیم کر لیا ہے 'لبیا' میں اسی مقصد کے لیے خلفشار ہے کہ وہ اسی بات کو تسلیم کر لے۔ عراق، شام، ایران اور لبنان اس دجالی منصوبہ کی طرف لڑھک رہے ہیں۔ اس دجالی منصوبے کی آگ پاکستان تک بھی آئے گی، جس کے لیے پاکستان کے مشرق میں بھارت نے اسرائیل سے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے اور کشمیر میں بھارت نے ویسے ہی ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر رکھے ہیں جو اسرائیل نے گذشتہ 70 سال سے فلسطین میں استعمال کیے ہیں۔ ایران لوہے کا 'چنا' نظر آتا ہے مگر جلد یا بدیر عالمی طاقتوں کے سامنے بے بس ہو جائے گا۔ عرب امارات اسرائیل کے سامنے YES SIR کہہ کر خوش ہیں، عمان اور یمن بھی اسرائیلی کیمپ میں نظر آئیں گے یوں 'عالم عرب' سے بنی اسرائیل مدینہ سے نکالے جانے اور عرب سے جلاوطن ہونے کا بدلہ لینے کے لیے تیار ہیں اور ترمذی کی روایت کے الفاظ کی تعبیر کو آنکھوں سے دیکھنے کا ناپسندیدہ منظر بنتا نظر آ رہا ہے:

مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ (ترمذی)

’’قربِ قیامت میں تمام عرب ہلاک کردیے جائیں گے‘‘۔

اسرائیل کی جدید جنگی ٹیکنالوجی اور ایٹمی اسلحہ کے سامنے مقابلے کی طاقت گریٹر اسرائیل کی زد میں آنے والے کس ملک کے پاس ہے؟ اس صورت حال کا نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ افغانستان کے حالات بھی پاکستان جیسے رہنے کا امکان ہے ایمانی قوت سے فتنۂ دجال سے محفوظ رہ جانے کا امکان ہے مگر ایمان، دین، آخرت کا یقین اور حضرت محمد ﷺ کی اطاعت ومحبت وہ اصطلاحات ہیں جن سے ہماری جدید تعلیم یافتہ نسلیں، جو لادین مغربی نظامِ تعلیم سے تربیت یافتہ ہیں، بالعموم بے بہرہ نظر آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس فتنۂ دجال کے دور میں ایمان کی سلامتی کے ساتھ دین سے چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت محمد ﷺ کی محبت اور اتباع کی دولت سے مالا مال کردے تاکہ ہم آنے والے سیاہ دور میں اسلام کا جھنڈا سر بلند رکھ سکیں۔ آمین

- ’نیوم‘ کا یہ منحوس شہر نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بن رہا ہے نہ حضرت مہدی علیہ الرحمہ، جو مدینہ اور مکہ سے ظاہر ہوں گے، کے استقبال کی آرزوؤں اور امنگوں کی تکمیل کے لیے تیار ہو رہا ہے اور نہ ہی اس منصوبہ کی تیاری میں اسلام کے غلبے اور بہتری کا کوئی پروگرام شامل ہے لہٰذا امکان یہی ہے کہ یہ شہر ابلیسی اور شیطانی منصوبہ ہے جو دجال کے لیے اسرائیلی اور امریکی اشیر باد کے ساتھ بن رہا ہے جبکہ UNO اور دیگر NATO ممالک اور اسلام دشمنی اور (حضرت) محمد دشمنی کے اس کام میں اپنا اپنا حصہ ڈال رہے ہیں تاکہ دجالی قوتوں کے شیطانی منصوبے جلد یا بدیر تکمیل کو پہنچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فتنۂ دجال کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی

گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

اگلے دس سال
یہودی علماء کی نظر میں

اوریا مقبول جان

(بشکریہ روزنامہ 92 لاہور، 4-3 دسمبر 2020ء)

آخر الزمان، آمدِ مسیحا، یاجوج ماجوج اور قیامت سے پہلے برپا ہونے والے آخری معرکۂ خیر و شر جیسے موضوعات، صرف علماء اسلام ہی کا موضوع نہیں، بلکہ عیسائیت اور یہودیت میں بھی یہ سب مدتوں سے زیرِ بحث اور زیرِ مطالعہ رہے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تینوں مذاہب کے وہ علماء جو ان موضوعات کے ماہر سمجھے جاتے ہیں، وہ سب گذشتہ تیس سالوں سے ان واقعات کے عنقریب ظہور پذیر ہونے کی اطلاع دے رہے ہیں اور بیشتر علامات کے ظہور سے ان کے شواہد بھی پیش کر رہے ہیں۔ اس علم کو 'ایسکاٹالوجی' (ESCHATOLOGY) کہتے ہیں یعنی مذاہب کا ایسا علم جو موت، دنیا کے اختتام اور جزا / سزا کے معاملات پر گفتگو کرتا ہے۔ ایک عرصہ تک عیسائیت میں اس موضوع پر مسلسل گفتگو ہوتی رہی، لیکن یورپ کے جدید 'سیکولر انقلاب' اور 'چرچ کی بالادستی' کے خاتمے کے بعد اب یہ موضوع عیسائیت کے چند ایک مخصوص فرقوں اور مسلکوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ لیکن گذشتہ تیس سالوں میں ایک دفعہ پھر، اس موضوع میں اس وقت سے جان پڑی ہے، جب دنیا بھر کے سائنس دانوں خصوصاً سیارگان کی فزکس کے ماہرین نے اس بات پر کانفرنسیں منعقد کرنا شروع کیں کہ زمین کا مادہ اور ہمارے نظامِ شمسی میں سیاروں کی چال ڈھال یہ بتا رہی ہے کہ اب دنیا 'فنا' ہونے والی ہے۔ ان سائنس دانوں کی وارننگ اور تباہی کے اندازوں کے بعد ایک دفعہ پھر انجیل مقدس کے پرانے / نئے عہد نامے کھولے گئے اور اب

عیسائیت کے تناظر میں ’آخری معرکہ خیر وشر‘ (ARMAGEDDON) کے بارے میں گفتگو موجودہ دور کا ایک سنجیدہ موضوع بن چکی ہے۔

عیسائیوں اور مسلمانوں سے کہیں زیادہ یہودیوں نے اس موضوع پر تحقیق کی اور سب سے زیادہ لٹریچر بھی انھوں نے ہی تحریر کیا ہے۔ صہیونیت کی خفیہ تحریک کا آغاز، ان کا 1896ء کے اجتماع میں ’ورلڈ پروٹوکولز‘ (PROTOCOLS) پر اتفاق، 1916ء میں برطانیہ کے ساتھ اسرائیل کے قیام کے لیے خفیہ معاہدے ’بالفور ڈیکلریشن‘ کا اعلان، 1920ء سے جافہ، تل ابیب اور دیگر ریگستانی علاقوں کی جانب، یورپ کے یہودیوں کی قافلوں کی صورت روانگی کا آغاز اور آخر کار، 14 مئی 1948ء کو اسرائیل کے قیام تک، سارے مراحل اسی ’آخری معرکہ خیر وشر‘ کی جانب پیش قدمی تھے۔ وہ معرکہ جس کے نتیجے میں یہودی ’ہیکل سلیمانی‘ کی دوبارہ تعمیر کریں گے، وہاں ’تخت داؤدی‘ آراستہ کریں گے اور پھر ان کا ’آخری مسیح‘ اس تخت پر بیٹھ کر ایک عالمی حکومت قائم کرے گا یہودیوں سے زیادہ کوئی اور گروہ اس معاملے میں اتنا سنجیدہ نہیں ہے۔ اسی عقیدے پر ایمان کی بنیاد پر لاکھوں یہودی دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں سے اپنی پرآسائش رہائش گاہیں اور بڑے بڑے کاروبار چھوڑ کر آج اسرائیل میں آکر آباد ہو چکے ہیں۔

جس طرح دنیا بھر میں جدید سیکولرازم اور لبرل ازم کے طوفان سے تمام مذاہب کے لوگ متأثر ہوتے ہیں، ویسے ہی اسرائیل میں آباد یہودی، خصوصاً ان کے نوجوان بھی اس کی زد میں آئے ہیں۔ اسرائیل کا ماحول، دراصل خالصتاً جنگی بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے، جس میں ہر نوجوان کو میٹرک کے بعد دو برسوں کے لیے لازمی فوجی ملازمت کرنا ہوتی ہے اور ان دو برسوں میں اسے مسلمانوں سے لڑنے، ان پر فتح حاصل کرنے اور مسیحا کی آمد تک اسرائیل کو مضبوط بنانے کے جذبات سے اس قدر بھر دیا جاتا ہے کہ وہ باقی ماندہ زندگی یہی خواب دیکھتا رہتا ہے کہ کب وہ وقت آئے گا جب وہ اس فوج کا حصہ ہوگا اور اردن، مصر، عراق، شام اور سعودی عرب میں آباد مسلمانوں کا خاتمہ کرتے ہوئے، ایک عالمی یہودی حکومت کے قیام کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ اسرائیل اور دنیا بھر کے وہ ممالک جہاں یہودی مستقلاً آباد ہیں، وہاں ان کے علماء جنھیں قرآن ’’اَحبار و رُہبان‘‘ پکارتا ہے اور عبرانی زبان میں وہ ’ربائی‘ کہلاتے ہیں، گذشتہ تیس سالوں

سے یہودیوں کے بڑے بڑے اجتماعات منعقد کر کے، لوگوں کو آخری معرکہ خیر وشر کی تیاری کے لیے مذہب کی جانب لوٹنے اور اس کی مکمل پابندی کا درس دے رہے ہیں۔ ان تمام یہودی علماء میں سب سے زیادہ مقبول 'آمون اسحاق' (AMNON YITZHAK) ہے جس نے 1986ء میں 33 سال کی عمر میں 'شوفار' نامی ایک تنظیم بنائی، جس کا مقصد بھٹکے ہوئے یہودیوں کو واپس مذہب کی جانب لانا تھا۔ یہ پہلا ربائی تھا جس نے اپنے خطبوں کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال شروع کیا پہلے اس نے اپنے خطبات ویڈیو کیسٹوں کے ذریعے پھیلائے پھر سی ڈیز اور اب اس کے یوٹیوب پر لاکھوں مداحین موجود ہیں۔ تنظیم کے ابتدائی چار سال بعد ہی وہ اس قدر مقبول ہو چکا تھا کہ اسے سننے کے لیے لوگ سٹیڈیم بھرنے لگے۔ وہ یہودیوں کو ایسی خالص مذہبی زندگی گذارنے کی جانب راغب کرتا ہے، جس میں فحاشی، عریانی، کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس نے 2011ء میں یروشلم کے ٹیلی ویژن سنٹر کے سامنے اپنے ہزاروں پیروکاروں کی موجودگی میں ایک ہزار ٹیلی ویژن سیٹ توڑنے کا مظاہرہ کیا۔ آج سے چھ سال قبل دنیا بھر کے یہودی علماء 'چار خونی چاند' (FOUR BLOOD MOON) کے اس قدیم تصور کے تحت اس بات پر بحث کر رہے تھے کہ آئندہ تین چار سالوں میں یہودیوں پر بہت برا وقت آنے والا ہے اور پھر اس کے بعد ہماری آخری بڑی فتح ہوگی۔ اس تصور کو 'المیہ کے بعد کامرانی' (TRAGEDY AND TRIUMPH) کا نام دیتے ہیں اور یہودی، تاریخ سے ایسی بے شمار مثالیں دیتے ہیں، جب ان پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹے، جس کے بعد اللہ نے انہیں فتح ونصرت سے ہمکنار کیا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل وہ سپین میں 1492ء میں ازبیلا اور فرڈینیڈ کے اقتدار میں آنے کے بعد یہودیوں پر توڑے جانے والے مظالم سے دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسی سال امریکہ دریافت ہوا تھا، جو بعد میں یہودیوں کی عالمی منظر نامے پر چھانے کی علامت بنا۔ اسی طرح وہ 1967ء کی فتح کو بھی انہی چار خونی چاند کے آسمان پر طلوع سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ تصور دراصل ایک ساتھ آگے پیچھے ایسے چاند گرہنوں کی بابت ہے کہ جو ان کے بڑے تہواروں خصوصاً 'یومِ کپور' کے وقت واقع ہوتے ہیں۔ آمون اسحاق نے 2014ء اور 2015ء کے ان چار خونی چاند گرہنوں کے بعد بتایا تھا کہ کچھ عرصے بعد یاجوج ماجوج اور بڑی عالمی جنگ شروع ہونے والی ہے اور دنیا میں صرف چند یہودی ہی باقی بچیں گے۔ یہودیوں کے ہاں 'خالص

بنی اسرائیل‘ کی برتری کا ایک گہرا تصور موجود ہے اور مسیحا کی آمد کے بارے میں بھی ان پیشگوئیوں میں یہی درج ہے کہ وہ خالص بنی اسرائیل یعنی ’آلِ یعقوبؑ‘ کی حکومت قائم کرے گا۔ آمون اسحاق نے اکتوبر 2011ء میں کہا تھا کہ موجودہ یہودی علماء میں ’آلِ یعقوبؑ‘ میں سے صرف 5 فیصد ہیں اور باقی 95 فیصد وہ بہروپئے ہیں جو خود کو آلِ یعقوبؑ کہتے ہیں اور انہی کی وجہ سے اب یہودیوں پر عذاب آئے گا اور نتیجے کے طور پر خالص بنی اسرائیل ہی باقی رہ جائیں گے۔ ربائی آمون اسحاق نے 2019ء کے آخر میں کہا تھا کہ کچھ ماہ بعد دنیا ایک بہت بڑے وائرس کا شکار ہو جائے گی اور اس کے مطابق یہ وائرس دراصل عیسائی دنیا کا عالمی ’ایجنڈا 21‘ ہے۔ ’کرونا‘ وائرس نے اسکی پیشگوئی سچ ثابت کردی۔ اس نے پھر 28 مئی 2020ء کو کہا کہ ’’پہلی کرونا کی لہر ختم ہو جائے گی، مگر اس کے بعد اکتوبر میں دوسری لہر شروع ہوگی اور اس دوسری لہر کے نو ماہ بعد دنیا میں ’مسیحا‘ کے آنے کا دور شروع ہو جائے گا‘‘۔ اس نے تالمود اور تورات کی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ’’جب تک رومی زوال پذیر نہیں ہوتے (یعنی یورپ ختم نہیں ہوتا) مسیحا نہیں آئے گا‘‘۔ آمون اسحاق اس وقت یہودیوں میں مقبول ترین ربائی ہے جس کو سننے کے لیے یہودی لاکھوں کی تعداد میں اکٹھا ہوتے ہیں۔ اس نے یکم اکتوبر 2020ء کو ایک ایسی ویڈیو جاری کی جس نے پوری دنیا میں ایک ہیجان برپا کر رکھا ہے، اس ویڈیو میں اس نے اگلے دس سالوں کے لیے اقوام متحدہ کے ایک ’نیو ورلڈ آرڈر‘ کے خفیہ پلان سے پردہ اٹھایا ہے۔ (یاد رہے کہ UNO بنی اسرائیل کا ہی خالص ادارہ ہے جو اس کے منحوس عالمی غلبے کے لیے میدان ہموار کر رہا ہے اس کا ہر اقدام اور منصوبہ مسلمانوں کے لیے ہلاکت کا باعث ہے۔ ادارہ)

یوں تو آمون اسحاق، 1990ء سے ہی دنیا بھر کے یہودیوں میں ایک مقبول ترین ربائی رہا ہے لیکن گذشتہ سال 27 ستمبر 2019ء کو جب اس نے کرونا وائرس کی پیش گوئی کی اور ساتھ ہی یہ انکشاف کیا کہ بل گیٹس اس وائرس کو پھیلانے والا ہوگا اور یہ کہا کہ کارپوریٹ دنیا ایک ایسی ویکسین تیار کروائے گی جس کے ذریعے لوگوں کے جسموں میں ایک مائیکرو چپ (MICRO CHIP) داخل کی جائے گی جس سے پوری دنیا کو کنٹرول کرتے ہوئے 2021ء میں نیا ورلڈ آرڈر نافذ کر دیا جائے گا۔ بل گیٹس سے نفرت تو سمجھ میں آتی ہے، کیونکہ وہ کارپوریٹ دنیا میں واحد غیر یہودی سرمایہ دار ہے، لیکن آمون اسحاق کی اس سازشی موضوع پر بنائی گئی ویڈیوز یوٹیوب

حذف (DELETE) کردے گی، جن میں 21 ستمبر 2019ء والی ویڈیو بھی شامل ہو تو پھر اس قصے کو سمجھنا کافی مشکل نظر آتی ہے۔ آمون اسحاق نے جس طرح تہذیب مغرب، جمہوریت اور جدید سیکولر دنیا کو یہودیت کا دشمن قرار دیا ہے، اس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ 'جدید تہذیب مغرب' کو اسی طرح یہودیوں کے لیے زہرِ قاتل تصور کرتا ہے جیسے مسلمان علماء و مفکرین کی اکثریت اپنے لیے سمجھتی ہے۔ اس کے نزدیک 'مسیحا' کے آنے سے پہلے پوری دنیا پر ایک شیطانی حکومت قائم ہونے والی ہے۔ جب تک اسرائیل ایک قومی ریاست اور جمہوری آئینی وجود کے طور پر اپنے وجود کو قائم رکھے گا اس پر مغرب کا یہ شیطانی اقتدار مسلط رہے گا۔ یہ تمام تصور ہمارے ہاں 'دجال' اور 'دجالی قوتوں' جیسا ہے یعنی جس طرح مسلمان مفکرین کہتے ہیں اس وقت دنیا پر چھایا ہوا 'مغربی دجالی نظام' پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں لے چکا ہے ویسے ہی آمون اسحاق بھی گفتگو کرتا ہے۔ اس کے مطابق اب مغرب، دنیا میں 'نیا ورلڈ آرڈر' نافذ کرنے والا ہے آمون نے کہا کہ اقوام متحدہ نے 1992ء میں برازیل کی کانفرنس میں ایک ''ایجنڈا 21'' منظور کیا تھا جسے ''صدی کے ترقیاتی اہداف'' (MILLENNIUM DEVELOPMENT GOALS) کہا جاتا ہے، وہ کامیاب نہیں ہوا، اس لیے اب ان کا ''ایجنڈا 30ء'' ہے جس کا نفاذ اس دنیا پر مکمل کنٹرول کے لیے بہت ضروری ہے۔ ''ایجنڈا 21ء'' کے اہداف میں غربت، بھوک اور بیماری، کا خاتمہ، صاف پانی، ٹرانسپورٹ اور توانائی کی فراہمی شامل تھے لیکن ''ایجنڈا 30ء'' کے نیو ورلڈ آرڈر کے تحت جو اہداف ہیں وہ بہت ہی خوفناک ہیں۔ اس کے تحت:

1۔ پوری دنیا میں صرف ایک حکومت قائم کی جائے گی۔
2۔ کیش کرنسی ختم کر دی جائے گی۔
3۔ پوری دنیا کا ایک ہی سنٹرل بینک ہوگا۔
4۔ پوری دنیا کی ایک ہی فوج ہوگی۔
5۔ کسی قسم کی ریاستی خود مختاری یا قومی ریاست کا وجود نہیں ہوگا۔
6۔ تمام کاروبار، گھر وغیرہ ریاست کی ملکیت ہوں گے اور کسی قسم کی نجی ملکیت نہیں ہوگی۔
7۔ خاندان نام کے ادارے کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور بچے ریاست پالے گی۔

8۔ دنیا کی آبادی کو بہت حد تک کم کرنے کے بعد مزید بڑھنے سے بھی روکا جائے گا۔

9۔ ہر کسی کو زبردستی بے شمار ویکسین لگا کر کنٹرول کیا جائے گا۔

10۔ عالمی سطح پر ہر فرد کی ایک بنیادی آمدنی ہوگی۔

11۔ ہر فرد کے اندر زبردستی مائیکرو چپ لگائی جائیگی تا کہ اسکی زندگی کے ہر لمحے پر نظر رکھی جاسکے۔

12۔ عالمی سوشل کریڈٹ سسٹم کا قیام جس میں صحت، تعلیم اور روزگار کا تحفظ ہوگا جیسے چین میں ہوتا ہے۔

13۔ 5G کو ایک بہت بڑے مانیٹرنگ سسٹم کی طرح بنادیا جائے گا۔

14۔ تمام تعلیمی ادارے حکومت کی ملکیت ہوں گے۔

15۔ تمام گاڑیاں بھی حکومت کی ملکیت ہوں گی۔

16۔ تمام کاروبار اور کورپوریشنیں بھی حکومت کی ملکیت ہوں گی۔

17۔ ضروری سفر کے علاوہ ہر قسم کے سفر پر پابندی ہوگی۔

18۔ لوگوں کی رہائش کے لیے شہر یا علاقے مخصوص کردیے جائیں گے اور ان کے علاوہ کہیں بھی رہائش نہیں رکھی جاسکے گی۔

19۔ ذاتی گھر، ذاتی زراعت، ذاتی آبپاشی، ذاتی بھیڑ بکریوں کے ریوڑوں پر پابندی ہوگی۔

20۔ انسانوں کی ضروریات کے مطابق زمین کا محدود استعمال ہوگا۔

21۔ ہر طرح کی دیسی ادویات یا طریق علاج پر پابندی ہوگی اور صرف SYNTHETIC ادویات استعمال ہوں گی۔

22۔ لکڑیاں جلانے یا دیگر فطری طریقے سے آگ جلانے پر پابندی ہوگی۔

آمون کے مطابق یہ ہے اس عالمی حکومت کا نقشہ جو مغرب نافذ کرنے جا رہا ہے۔ یہ حکومت دراصل یہودیوں کے آنیوالے 'مسیحا' کے مقابل قائم کی جائے گی، تا کہ اسے روکا جاسکے۔ آمون اسحاق نے کہا کہ یہ ایک ایسی حکومت ہوگی کہ آپ فرعون کے زمانے کو بھول جائیں گے۔

آمون اسحاق کی باتیں آج سب کو ایک دیوانے کا خواب نظر آتی ہیں، مگر اس کی باتوں پر یقین کرنے والوں کی اکثریت یہودیوں میں موجود ہے۔ ایسا ہی ایک 'دیوانے کا خواب' ایک

اور یہودی 'کارل مارکس' نے ڈیڑھ سو سال قبل دیکھا تھا۔ اس کمیونسٹ نظام میں بھی کوئی نجی ملکیت نہیں تھی، کسی ریاست کا تصور نہیں تھا، خاندان کا ادارہ موجود نہ تھا۔ کاروبار سب کا سب ریاست کی ملکیت تھا، زراعت اور صنعت بھی ریاست کی ذمہ داری تھی، گھر، روٹی کپڑا صحت اور تعلیم ریاست کی ذمہ داری تھی۔ یہ سب جب اس نے فروری 1848ء میں ''کمیونسٹ مینی فیسٹو'' تحریر کیا تو لوگوں کو یہ باتیں دیوانے کی بڑ لگتی تھیں مگر دنیا کے ہر خطے میں اس کے بیشمار ماننے والے پیدا ہوتے چلے گئے۔ برصغیر پاک و ہند کا ہر بڑا شاعر اور ادیب اس بظاہر ''پاگل پن'' نظر آنے والے تصور کا دیوانہ تھا۔ سجاد ظہیر سے فیض احمد فیض اور اختر الایمان سے ساحر لدھیانوی تک سب اس نظام کی جدوجہد میں شریک تھے۔ صرف ایک علامہ اقبال تھے جو اسے ''یہودی کی شرارت'' کہتے تھے۔ وہ کارل مارکس کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: ؎

وہ کلیم بے تجلّی، وہ مسیح بے صلیب   نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب

''وہ ایک ایسا کلیم ہے جس کے پاس کوہ طور کی تجلی نہیں ہے، ایسا مسیح ہے جس کے پاس کوئی صلیب نہیں، وہ پیغمبر نہیں ہے، لیکن بغل میں کتاب (داس کیپٹل) لئے پھرتا ہے۔''

لیکن انسانی تاریخ کو یہ دیوانے کا خواب ٹھیک ستر سال بعد 1917ء میں نافذ ہو کر حیران کر گیا۔ روس میں 'کمیونسٹ انقلاب' آیا اور پھر یہی دیوانے کا خواب ایک نظام کی صورت 75 سال تک آدھی دنیا پر نافذ رہا۔ اس 'دیوانے کے خواب' کو نافذ کرنے کے لیے لینن کو مارکس سے تھوڑی بغاوت کرتے ہوئے ریاست کی صورت میں ایک 'پرولتاریہ آمریت' (PROLETARIAT DICTATORSHIP) قائم کرنا پڑی۔ اسی ریاستی تجربے کی راکھ میں سے اب یہ نئی چنگاری برآمد کی جا رہی ہے۔ اس دفعہ بھی اس کی جنم بھومی 'یہودی نسل' ہے۔ آمون نے اس ''نیو ورلڈ آڈر'' کو ایک شیطانی حکمرانی کا نام دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ''کرونا کی دوسری لہر اور ویکسین کی ایجاد اس کا راستہ ہموار کرے گی، اور جب نیو ورلڈ آرڈر قائم ہو جائے گا تو اس کے نتیجے میں یہودیوں پر قیامت ٹوٹے گی، مگر ان کو بچانے کے لیے ایک 'مسیحا' آئے گا جو یورپ کو نیست و نابود کرے گا اور یروشلم سے عالمی حکومت قائم کرے گا۔ کیا کوئی مسلمان مفکّر اس کے بارے میں سوچ رہا ہے؟۔

(قسط وار)

صفحات: **128** قیمت: **Rs.200**

ناشر: ادارہ مبشرات،

پوسٹ بکس نمبر **126**، I-10، اسلام آباد

تصویر اِک فتنۂ عالمگیر

دو جہانوں میں یہ آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی!

(نویں اور آخری قسط)

تالیف: جناب احسن عزیز شہید

حکمت بالغہ کے صفحات میں اس کتاب کی قسط وار اشاعت مکمل ہو رہی ہے اس کی اشاعت سے یہ بات قارئین کے سامنے آئے گی ہے کہ تصویر بلاشبہ ایک عالمگیر فتنہ ہے اور انہی تصویروں کا مجموعہ ویڈیو کلپ ہوتا ہے جو تصویروں کی (9 تصویریں فی سیکنڈ) تیز رفتار حرکت سے بنتی ہے اور LIVE اور زندہ تصویروں کا نقش ذہن پر بناتی ہے۔ جو حضرات ویڈیو کلپس دیکھتے ہیں وہ گویا پانچ منٹ کے ویڈیو کلپ میں 2700 تصویریں دیکھتے ہیں اور اگر وہ کلپ غیر محرم خواتین / حضرات کا ہو اور لباس بھی نامناسب ہو (جیسے کئی کھیلوں کا ہے) تو یقیناً ایک فتنہ کی کیفیت کا ظہور ہوتا ہے اور اس کے اثرات ویسے بھی انسانی اعصاب اور دماغ پر ایسی کثیر تعداد میں تصاویر کے نقش پتھر کی لکیر بن جاتے ہیں۔ پھر کمپیوٹر اور ANDROID موبائل میں سوشل میڈیا پر عریاں اور نیم عریاں تصاویر کا سامنے آجانا اتفاقی ہی نہیں ہوتا___ بلکہ مغربی دجّالی اور ابلیسی اہلکاروں کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے اور وہ جان بوجھ کر کسی سنجیدہ اور بظاہر معصوم قسم کے پروگرام میں عریاں مناظر از خود دکھا دیتے ہیں تاکہ ناظرین کے لیے اشارہ ہو جائے کہ یہاں نیٹ پر ایسے پروگرام اور کلپ چند STROKES کے فاصلے پر ہیں۔ وہ ناظرین اور سوشل میڈیا اور کلپس دیکھنے والے حضرات جو بالارادہ کبھی کبھی یا مستقل ایسے پروگراموں کو دیکھتے ہیں وہ 'تصویر' کے فتنے کے دلدل میں اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ ان کی واپسی محال کے درجے میں پہنچ جاتی ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذَالِکَ۔

اس کتاب میں مستند علماء کرام کی آراہی دی گئی ہیں جس کی بنیاد پر آج تصویر ایک عالمگیر فتنہ بن چکی ہے اور ہمارے اعصاب پر سوار ہو چکی ہے کہ ہم اکثر و بیشتر اب اسے فتنہ ہی نہیں سمجھتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تصویر کے جواز کے فتویٰ کی روشنی میں کرنسی نوٹ، پاسپورٹ، آئی ڈی کارڈ اور شناخت کی دستاویزات تک سختی سے اپنے آپ کو محدود کرلیں اور وہ بھی کراہت کے ساتھ، کہ یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ دیگر تصاویر اور غیر محرم عورت / مرد کی تصویر (اخبارات، ٹی وی، وڈیو کلپس ومیسج وغیرہ) سے بچنے کا اہتمام کریں۔ یہ دجالی فتنہ ہے اور یہ تصویر اب عمومِ بلویٰ کے درجے میں آ کر 'سود'، رشوت، بے حیائی، عریانی، فیشن، ناچ گانا وغیرہ کی طرح اپنی 'حرمت' اور برائی کا پہلو کھو چکی ہے اور یہ صورت ہی 'دجالیت' کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام باشعور مسلمان خواتین وحضرات بالخصوص مسلمان والدین اور ان کی نوجوان نسل کو اس فتنے کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ (ادارہ)

اگرچہ آج ہر سلیم الفطرت قلب وذہن کی پکار یہی ہے کہ اب بصری میڈیا کے برپا کردہ طوفانِ بدتمیزی سے چھٹکارا حاصل ہونا چاہیے۔ لیکن افسوس کہ کم ہیں جن کی نظر اصل اصول کی طرف گئی ہے۔ پس مطلوب یہی ہے کہ اس بابت حکم شرعی کو ـــــ جو آج سے ایک صدی پہلے تک امّت کا اجماعی ومتّفقہ فیصلہ تھا ـــــ پھر سے تازہ کیا جائے، جاندار کی تصویر کی ہر مروّجہ (ومتروکہ) شکل اور اس سے متعلق ہر جدید (وقدیم) صنعت گری سے نفرت ـــــ دلوں میں بٹھائی جائے، اور عملاً برتی جائے، تصویر کو غیر تصویر قرار دینے کی تاویلات کو ردّ کیا جائے۔ اس بارے میں ان اہل حق علمائے امّت وفقیہان ملت کی آراء وفتاویٰ کو دل سے قبول کیا جائے۔ ـــــ جنھیں اللہ تعالیٰ نے بروقت خبردار کر کے مزاجِ اسلام کو سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کی توفیق عطا فرمائی، جنھوں نے اپنے قلم کی روشنائی اور بعض نے اپنے خون کی چمک سے، فتنوں اور دجل والتباس کے اس دور میں، جدید جاہلی افکار کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور اُمت اسلامیہ کی شخصیت کو مغربی کثافت وآلودگی سے بچالیا۔ آج اگر مسلم معاشروں میں کوئی خیر باقی ہے، تو وہ ایسے ہی ربانی علماء اور 'قدامت پسند' مفتیانِ عظام کا رہین منّت ہے۔ ان طبیعت شناسانِ شریعت کی دوررس نگاہوں نے اپنے علمی رسوخ اور فراست ایمانی سے فتنوں کی اس جڑ کا ادراک کیا اور اس تلبیس ابلیس کا مقابلہ، اسے اپنا کر نہیں بلکہ بالکلیہ ردّ کر کے کیا، اور اپنے دعوتی اور علمی دائروں اور متّبعین کی حد تک

ہر ایسی لعنت کو نابود ہی کر کے چھوڑا۔

تصویری دنیا کے پھیلائے ہوئے جملہ مفاسد کی روک تھام اُس وقت تک ممکن نہیں، جب تک کہ اس کے جواز کا دروازہ اُتنی ہی سلبی شدت سے بند نہیں کر دیا جاتا، جس قدر ایجابی نرمی سے اسے کھولا گیا تھا۔ شدت سے مراد یہ نہیں کہ ان برائیوں کے تدارک کے لیے سی ڈی سنٹروں، انٹرنیٹ کلبوں میں دھماکے کر دیے جائیں اور ایک فتنے کے خاتمے کی خواہش میں اس سے بڑا فتنہ کھڑا کر دیا جائے (کیونکہ ایسے میں تو پھر ہر ایک کو اپنے گھر اور دفاتر تک اُڑانے پڑیں گے کیونکہ یہ فتنہ تو ہر گھر کی دہلیز اور ہر دفتر کی میز تک پہنچ چکا ہے) ـــــ نہیں، بلکہ اس زہر کا تریاق حسب حال دعوت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے شرعی اصولوں کی پاس داری ہی سے ممکن ہے۔ (کیونکہ 'شرعی استطاعت' ـــــ جس کی طرف حدیث مبارکہ میں "فَلْيُغَيِّرْهُ" فرما کر لطیف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے ـــــ کو ملحوظ نہ رکھنا فساد پھیلانے کا باعث بنتا ہے)۔ چنانچہ اس اصلاحی 'شدّت' کو پہلے اپنے اوپر طاری کیا جائے کہ اپنی آنکھوں پر پہرے بٹھائے جائیں، اور اپنے گھر اور بیوی بچوں پر اس کا اطلاق کیا جائے، تو پھر ہر شخص اپنی اپنی رعیت میں اسے نافذ کرے۔ (اگر کسی کو لفظ شدت سے ـــــ اختلاف ہے تو کم از کم اسلوب نرم اور موقف سخت کا اصول تو 'شدت پسندی' کے زمرے میں نہیں آئے گا!)۔

گھروں کی فکر کیجیے ـــــ کیا ان کا رُخ جنت کی طرف ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوْٓا أَنفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ نَارًا وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (التحريم 6:) ترجمہ: ''مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش جہنم سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں''۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

روى أن عمرؓ قال حين نزلت :يا رسول الله: نقى أنفسنا، فكيف لنا بأهلينا؟ فقال عليه السلام "تنهونهن عما نهاكم الله عنه، و تأمرونهن بما أمركم الله به، فيكون ذلك وقاية بينهن وبين النار"

''جب یہ آیت اُتری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنی جانوں کا تو دوزخ سے بچاؤ کرتے ہیں، اپنے گھر والوں کو کیسے بچائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے تمھیں منع فرمایا ہے ان سے انھیں منع کرو اور جن کاموں کا تمہیں حکم فرمایا ہے ان کا انھیں حکم کرو۔ سو یہ چیز ان کے لیے آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گی۔''

وأخرج ابن المنذر و الحاكم و صححه و جماعة عن عليؓ أنه قال فى الاية "علموا أنفسكم وأهليكم الخير وأدّبوهم۔ والمراد بالأهل على ما قيل ما يشمل الزوجة و الولد والعبد والأمة واستدلّ بها على أنّه يجب على الرجل تعلم مايجب من الفرائض و تعليمه لهٰؤلاء۔ وادخل بعضهم الأولاد فى الأنفس لأن الولد بعض من أبيه۔ و فى الحديث (رحم اللّٰه رجلا قال يا أهلاه! صلوٰتكم صيامكم زكوٰتكم مسكينكم يتيمكم جيرانكم لعل اللّٰه يجمعكم معه فى الجنة) وقيل أن أشدّ الناس عذاباً يوم القيامة من جهل أهله۔ (روح المعانی، ج28، صفحہ 137)

''امام ابن المنذر و امام حاکم نے اپنی تصحیح کے ساتھ اور محدثین کی ایک جماعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر، یوں نقل کی ہے: ''اپنے نفسوں کو اور اپنے گھر والوں کو خیر کی تعلیم دو اور انھیں دین کے طور طریقے سکھاؤ''۔ اور آیت میں اہل سے بیوی، اولاد، غلام اور لونڈی مراد ہیں۔ آیت سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ مسلمان پر تمام فرائض کا سیکھنا اور مذکورہ افراد کو سکھانا واجب ہے۔ اور بعض حضرات نے اولاد کو 'نفس' میں داخل کیا ہے اس لیے کہ اولاد بھی باپ کا جز ہے۔

اور حدیث میں ہے: ''اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جو گھر والوں کو بیدار رکھے کہ اے اہل خانہ! اپنی نماز، روزے اور زکوٰۃ کی فکر کرو، اپنے مسکین، یتیم اور پڑوسیوں کی خبر گیری کرو، شاید اللہ تعالیٰ تمھیں ان کے ساتھ جنت میں جمع

کردے''۔ کہا گیا ہے کہ روز قیامت شدید ترین عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے اپنے گھر والوں کو دین سے بے خبر، جاہل رکھا۔ (احسن الفتاویٰ، ج8،ص297۔298)

پس بے دینوں کا تو کیا رونا ـــــ اے دین دارو! آپ ہی سوچیے کہ اگر اپنا اور اپنی نسل کا ایمان بچانا ہے، کردار بنانا ہے تو اپنے دین کو پورے طور پر اپنایئے ـــــ اسلام کی طبیعت و فطرت ایک چیز ہے ـــــ اور ٹی وی چینل، اور فلم و میڈیا کی دنیا ایک اور چیز! اور ظاہر ہے دو کشتیوں کا سوار ڈوبتا ہی ہے! سو اپنی نظروں کی حفاظت کیجیے، اپنے ماحول کو انوار ملائکہ سے منور رکھیے، اپنے گھر کی سلطنت میں اسی سنت مطہرہ کا احیاء کیجیے: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَکُنْ یَتْرُكُ فِی بَیْتِهٖ شَیْئًا فِیهِ تَصَالِیبُ اِلَّا نَقَضَهُ ''نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی شے جس میں تصویر ہو بلا توڑے نہیں چھوڑتے تھے۔'' (بخاری)

اپنے در و دیوار کو ان آلائشوں سے نجات دلایئے، موبائل فون کو ہمیشہ کے لیے تصاویر سے پاک کر دیجیے، جسے اخبار دیکھنا ناگزیر ہو، وہ تصویریں کم سے کم ہاتھ ہی سے چھپا رکھے، انٹرنیٹ پر کبھی کسی کو ضروری کام ہو تو تصاویر کو معطّل کر کے اپنا کام کرے، جسے تعلیمی مقاصد کے لیے بصری نقوش کی ضرورت پیش آئے، وہ چشم آلات (کیمرے کی آنکھ) کو انسانوں سے دور رکھے۔ الغرض ہر اک ذی روح کی تصویر کو حرفِ غلط سمجھے، ہر حرف غلط کو زندگی سے یوں نکال دیجیے کہ دل کے صحن سے تا بہ فلک اک نور ہی باقی رہ جائے۔ اگر آپ نے یہ سب کر لیا تو اپنے ایمان میں ایک نئی حلاوت محسوس کریں گے!

اور ہاں میرے بھائیو!...... یادوں کے مقبرے 'البم' میں سجا کر مت رکھو کہ یہ خود فریبی ہے۔ جب اس حسن و جوانی اور چہروں کی تابندگی نے کل قبر کا رزق بننا ہے تو اسے کیمروں کی جھوٹی آنکھ سے مصنوعی تحفظ کیوں دیتے ہو؟ یہ تخیل کے کھنڈرات تمھیں کیا دیں گے؟ جو تم دیکھ رہے ہو، دجل ہے! جسے نہیں دیکھا، وہی اصل ہے:

مَنْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ یَنْعَمُ وَلَا یَبْأَسُ، لَا تَبْلٰی ثِیَابُهٗ، وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهٗ، فِی الْجَنَّةِ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ

(رواہ أحمد فی مسندہ، عن أبی ہریرۃؓ)

”جو بھی ایک بار جنت میں چلا جائے گا، نعمتوں میں رہے گا اور کبھی تکلیف نہ دیکھے گا۔ نہ کبھی اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے، نہ اس کی جوانی ختم ہوگی۔ (اہل جنت کے لیے) جنت میں وہ کچھ ہے جو کسی آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں، کسی کان نے کبھی سنا نہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان (نعمتوں) کا وہم وگمان تک گزرا!۔“

اور اے میری بہنو!......چشم تصور سے کبھی کا شانۂ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرو۔ تمہاری مقدسہ اور طاہرہ ماؤںؓ نے ان گھرون کو جن آلائشوں سے پاک رکھا تھا، تم بھی آج اپنی آنکھوں کے دریچے اور گھروں کے دالان وشبستان ان سے پاک صاف رکھو۔ ایسا کروگی تو کل تمھیں بھی اپنے آنگن میں ابن قاسمؒ، بصریؒ وثوریؒ اور رابعہؒ جیسے کردار بھاگتے دوڑتے نظر آئیں گے۔ آج اپنی آنکھوں کا حق ادا کرو، دو جہانوں میں یہ آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی!

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ O اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ O (القیامہ:22-23)

”اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے“۔

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ O

”اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں کو اچھا لگے موجود ہوگا، اور اے اہل جنت تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔“ (الزخرف:71)

(تمّت بالخير)

اہل حق سے دردمندانہ درخواست

اسلام میں تصویر کو حرام قرار دیا گیا ہے اور شریعت اسلامی کا حرمتِ تصویر کا یہ حکم مبنی برحکمت و مصلحتِ انسانی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو اس سے گریز کرنا چاہیے۔ تاہم عصری تمدّن میں جہاں تصویر کی ضرورت ناگزیر ہو وہاں اضطراری لحاظ سے اسے اختیار کیا جائے۔ آج کل دینی اجتماعات کے اشتہارات اور پینافلیکس میں علماء اور مقرّرین کی تصویریں شائع کرنے کا رواج عام ہوگیا ہے، جبکہ یہ نہ تو دینی ضرورت ہے نہ ہی اس کی کوئی خاص افادیت۔ لہٰذا دین کی اشاعت کا کام کرنے والے اہل حق سے ہماری دردمندانہ گزارش ہے کہ خود بھی اس سے اجتناب کریں اور دوسروں کو بھی اس سے منع کریں تاکہ وہ دنیا وآخرت کے فتنوں سے محفوظ رہ سکیں۔

محمد عبدالحمید تونسوی عفا اللہ عنہ
مدیر: مرکز رحماء بینہم ملتان

ماخوذ از ماہنامہ صدائے فاروقیہ شجاع آباد، اکتوبر 2020ء

مسلم سائنسدانوں کے قتل!

رضی الدین سید ۔ کراچی

وکٹر آسٹرووِسکی، موساد کا ایک سابقہ ایجنٹ ہے جس نے اپنے ضمیر کے کچوکوں سے تنگ آ کر بالآخر ملازمت سے استعفاء دے دیا تھا بعدازاں اپنے تجربات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب لکھی تھی جس کا نام اس نے BY WAY OF DECEPTION رکھا تھا۔ کتاب میں اس نے موساد کے تمام طریقہ ہائے کار اور 1989ء تک اس کی کی جانے والی تمام کارروائیوں کی تفصیلی اور ہوشربا وضاحتیں کی ہیں۔ اسی ضمن میں اس نے عراق کے ایک ایٹمی سائنسدان کے موساد کے چنگل میں پھنسنے اور پھر اس کا شکار ہو جانے کی روداد بھی بیان کی ہے جس کا وہ خود گواہ بھی تھا۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے اسی داستان کے جستہ جستہ واقعات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ہماری حکومتیں اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے فریفتہ ہوتی جا رہی ہیں، لیکن انہیں معلوم نہیں ہے کہ اگر اسرائیلی سفارت خانے ملک میں کھل گئے تو پاکستان کو دنیا کے نقشے سے غائب کر دینا موساد کے لیے کس قدر آسان ہو جائے گا!۔ اسرائیلی موساد کی ذہانت اور طاقت کے آگے تو امریکی سی آئی اے بھی پانی بھرتی ہے۔

1980-82ء کے دوران ایک عراقی ایٹمی سائنسدان 'بطرس بن حلیم' اور اس کی بیوی کو حکومت کی جانب سے فرانس روانہ کیا گیا تاکہ وہ وہاں ایٹمی آلات کی خریداری کر سکیں۔ پیرس کے ایک بڑے ہوٹل میں اس جوڑے نے رہائش اختیار کرنا پسند کی۔ تاہم موساد کے ایجنٹوں کو ان کے بارے میں پہلے ہی آگاہی ہو چکی تھی۔ اس لیے انہوں نے ان سے متعلق تمام معلومات حاصل

کیس اور اپنی مہارت سے ان کے کمرے میں خفیہ آلات بھی نصب کر دیے۔ نیز ایک حسین یہودن کو معاوضے پر حاصل کر کے انہوں نے اسے ہوٹل روانہ کیا جس نے سائنسدان کی بیوی سے ایک ملاقات کی۔ یہ ملاقات اس نے تب کی جب کہ وہ ہوٹل میں اکیلی تھی اور اس کا سائنسدان شوہر باہر گیا ہوا تھا۔ 'پرفیوم فروش' کی حیثیت سے خود کو پیش کرتے ہوئے اس نے سائنسدان کی بیوی سے خوب دوستی کر لی اور اس سے اس کے شوہر اور ہوٹل کی تمام معلومات بھی حاصل کر لیں۔ دورانِ گفتگو بیگم نے اسے یہ بھی بتا دیا کہ اپنی ماں کی بیماری کے باعث وہ کچھ عرصے کے لیے حلیم کو یہاں تنہا چھوڑ کر واپس عراق جا رہی ہے۔

ایک آدھ دن کے وقفے سے مذکورہ یہودن 'جیکولن' اس کے لیے ایک خوبصورت 'کی چین' تحفہ لے کر آئی اور یہ کہہ کر اسے دیا کہ لاؤ کمرے کی چابی مجھے دو۔ میں یہ چابی خود ہی کی چین میں ڈال دوں گی اور اس طرح اس نے خفیہ طور پر ہوٹل کے کمرے کی چابی کی نقل بھی تیار کر لی۔

بعد میں سائنسدان بطرس کے ہمدرد دوست کی شکل میں موساد کا ایک ایجنٹ اسے ملا جسے پتہ تھا کہ روپیہ، عورت اور ہمدردی کسی بھی شخص سے کچھ حاصل کروانے کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ بیوی کی غیر موجودگی میں اس نے بطرس کے لیے ایک خوبصورت لڑکی بھیجی اور کہا کہ ''میرے دوست مزے اڑاؤ''۔ موساد ایجنٹ نے مزید قابو کرنے کے لیے اس سے یہ بھی کہا کہ وہ ایک 'نامیاتی' (PNEUMATIC) انجینئرنگ کاروباری ہے اور جرمنی سے اسے ایک خوب صورت آرڈر ملا ہے۔ ''تاہم'' اس نے کہا کہ ''اس سودے میں اسے دھوکے کا بھی خدشہ ہے''۔ دوستی گہری ہو جانے کی بنیاد پر بطرس نے اسے فوراً اپنا تعاون پیش کیا۔ مصنف آسٹروِسکی کتاب میں لکھتا ہے کہ موساد ایجنٹ نے 'کیس' مضبوط کرنے کے لیے اس سے فوراً سوال کیا۔ ''لیکن ان نامیاتی ٹیوبس کو تو کوئی سائنسدان ہی پرکھ سکتا ہے؟''۔ ''تو میں بھی تو ایک سائنسدان ہی ہوں!'' بطرس نے بھانڈا پھوڑ دیا۔

''لیکن تم نے تو بتایا تھا کہ تم ایک طالب علم ہو!''۔ ''ہاں! لیکن دراصل میں عراق سے ایک خصوصی مشن پر یہاں آیا ہوں۔'' (ایجنٹ کے لیے معاملہ مزید آسان ہو گیا!)۔ ''اچھا تو سودے کی کامیابی کے عوض میں تمہیں ایک معقول رقم فراہم کروں گا''۔ جاسوس آسٹرووسکی کہتا

ہے۔اس طرح بطرس کے لیے دولت، جنس اور ہمدردی تینوں ہی معاملات ایک ساتھ حل ہو گئے۔ بعد میں بطرس کے کمرے میں طوائفوں کا آنا جانا مسلسل لگا رہا جس کے ساتھ ایک بھاری رقم بھی اسے فراہم کردی گئی۔ طوائفوں اور رقموں کا سلسلہ اس کے ساتھ بعد میں بھی اسی طرح جاری رہا۔ (ربیوں نے یہ بات طے کردی ہے کہ اگر کوئی لڑکی وطن (اسرائیل) کی خاطر اپنے آپ کو ہدف شدہ شخص کے آگے پیش کردے تو اس کے لیے یہ ایک بڑی نیکی کی حیثیت رکھے گی)

کچھ دنوں کے بعد بطرس کو محسوس ہونے لگا کہ اس طرح سے اس کے دوستوں نے شاید اسے 'پھانسنے' کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اپنی گھبراہٹ کو اس نے اپنے ایک اور ہمدرد دوست DONOVOR پر ظاہر کیا اور کہا کہ ''میں نے یہ سارا کام پیسے کے لالچ میں کیا ہے کیونکہ میری بیوی مجھ سے ہمیشہ پیسے طلب کرتی رہتی ہے''۔ اس نے تقریباً گڑگڑا کر کہا کہ ''براہِ کرم میری مدد کرو۔ ورنہ عراقی حکومت مجھے گولی ماردے گی۔''

DONOVOR بھی دراصل موساد ہی کا ایجنٹ تھا۔ لہٰذا اس نے اب ایک اور چال چلی اور گھبراہٹ دور کرنے کے لیے بطرس کو اس نے شراب کے سمندر میں دھکیل دیا۔ اگرچہ ابتداء میں اس نے کہا بھی کہ وہ شراب نہیں پیتا۔ لیکن مسلسل پیشکش سے معاملہ آسان ہی ہوتا چلا گیا۔ بطرس کے ایام اب شراب میں، اور راتیں ہر بار ایک نئی عورت کے ساتھ گزرنے لگیں۔ شراب کے نشے میں اس نے DONOVOR پر یہ راز بھی فاش کردیا کہ عنقریب اس سے بھی بڑا ایک اور عراقی ایٹمی سائنسدان 'یحییٰ المیشاد' یہاں پہنچنے والا ہے اور یہ کہ ایٹمی تیاری کے تمام معاملات اصل میں وہی انجام دے گا۔ DONOVOR نے خواہش ظاہر کی کہ تعارف کے لیے بطرس ایک بڑا ڈنر ترتیب دے۔ چند دنوں میں بطرس کی بیوی ''سمیرا'' بھی واپس پیرس لوٹ آئی۔ تاہم اس نے جلد ہی محسوس کرلیا کہ اس کی غیر موجودگی میں بطرس کچھ زیادہ ہی خوش وخرم اور رومانٹک نظر آنے لگا ہے۔ موساد ایجنٹ 'آسٹروسکی' اس موقع پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''بطرس ایک اچھا سائنسدان تو ضرور تھا، لیکن دانشمند سائنسدان بہرحال نہیں تھا''۔ بطرس نے اپنی بیوی کو جب نئے دوست DONOVOR کی گرمجوشی اور اس کے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو سے آگاہ کیا تب سمیرا ٹھٹک گئی اور بے ساختہ کہا کہ ''مجھے تو وہ موساد کا آدمی لگتا ہے''۔ کتاب کا مصنف آسٹروسکی کہتا ہے

کہ ’’سائنسدان کی بیوی بہرحال ایک سیانی عورت ثابت ہوئی۔‘‘

پیرس میں دوسرے سائنسدان ’یحییٰ المیشاد‘ کے آنے کے بعد موساد نے اسے بھی گھیرنے کی کوشش کی۔ بدقسمتی سے یحییٰ خود بھی لڑکیوں کا دلدادہ نکلا۔ چنانچہ دوتین یہودی لڑکیاں اس کا دل بہلانے ہر روز اس کے کمرے میں ضرور موجود ہوتی تھیں جو اندرونی طور پر دراصل موساد کے ہاتھوں کا کھلونا تھیں۔

اسی دوران موساد نے ایک اور بڑا تماشہ کیا۔ ایک دن جبکہ عراق کے لیے ’میراج طیاروں‘ کی ڈیل مکمل ہونے والی تھی، موساد نے سادہ کپڑوں میں مذکورہ پلانٹ کے پاس چند دہشت گردوں کو چھپا دیا جہاں ایٹمی سائنسدان یحییٰ بھی جہازوں کی ترسیل کے لیے موقع پر موجود تھا۔ سیکورٹی بہت سخت تھی اور محافظین، بہت چوکس تھے۔ معلوم ہو رہا تھا جیسے اس ’’سخت‘‘ ماحول میں کوئی بھی منفی کارروائی کبھی وقوع پذیر نہیں ہوسکتی۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ یہودی دہشت گردوں نے پانچ مقامات پر دھماکہ خیز مواد پہلے ہی سے رکھ دیا تھا۔

اسی دوران ایک حسین راہ گیر لڑکی (جو اتفاق سے خود بھی گماشتہ موساد تھی) کا، گزرتی ہوئی ایک کار کے ساتھ اچانک ٹکراؤ ہوگیا اور پھر وہاں آناً فاناً چیخ و پکار شروع ہوگئی۔ محافظین بھی اس حادثے پر دم بخود رہ گئے اور جائے وقوعہ کی جانب دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر میں مجمع اکٹھا ہوگیا اور موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اچانک جگہ جگہ دھماکے بھی شروع ہوگئے۔ محافظین بھی بھاگنے لگے اور حادثے والی کار اور لڑکی بھی فرار ہوگئے۔ آسٹرووسکی کہتا ہے کہ کار کا یہ حادثہ اور وہ لڑکی سب کچھ پلانٹیڈ (طے شدہ معاملات) تھے۔ پتہ لگا کہ اسی افراتفری میں تمام میراج طیارے تباہ کر دیے گئے ہیں! ادھر اوّل الذکر سائنسدان بطرس اور اس کی بیوی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے حادثے کی خبر ٹی وی پر سن کر، سکتے میں رہ گئے۔ ’مجھے تو حکومت لٹکا دے گی!‘ خوف سے اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ بطرس بہرحال عراق واپس چلا گیا، لیکن اس کا انجام سامنے نہیں آسکا۔

عراق کے مطلوبہ جہاز تو موساد نے تباہ کر دیے تھے، لیکن یحییٰ المیشاد سے نمٹنا اسے ابھی باقی تھا۔ یحییٰ کو بھی اگرچہ خطرے کا احساس ہوگیا تھا، لیکن اس نے بیوی سے کہا تھا کہ ’’اپنی جان کی بازی لگا کر بھی میں ایٹم بم ضرور بناؤں گا۔‘‘

بطرس کی طرح یحییٰ بھی لڑکیوں کا دلدادہ تھا۔ موساد نے ایک کال گرل کو اس کے لیے بطور خاص وقف کیا ہوا تھا جسے بھاری مشاہرہ بھی دیا جا رہا تھا (پیسے کی حرص انسان کو کہاں کہاں لے جا کر مارتی ہے!)۔ لڑکی کو اگرچہ یحییٰ کی خدمت کے لیے وقف کیا گیا تھا، لیکن پراسرار طور پر اُسے 'مشن' سے بالکل بے خبر رکھا گیا تھا۔ کال گرل کو قطعی پتہ نہیں تھا کہ اس کے آقایان کوئی اور نہیں بلکہ اصل میں موساد کے افسران ہیں۔

موساد کے ایک اجتماع میں فیصلہ کیا گیا کہ عراقی سائنسدان یحییٰ بھی اگر بطرس کی مانند اس کے لیے کام کرنے لگے تو اس پر انعامات کی برسات کر دی جائے، ورنہ بصورت دیگر اسے راستے سے ہٹا دیا جائے۔ چنانچہ ایک رات اس کے ہوٹل والے کمرے کا دروازہ اچانک کھٹکھٹایا گیا۔ ''تم کون ہو؟''۔ دروازہ کھولتے ہوئے یحییٰ نے سوال کیا۔ ''مجھے ایک ایسی قوت نے یہاں بھیجا ہے جس کے سوالوں کے جواب پر تمہیں ایک بھاری رقم انعام کے طور پر پیش کی جائے گی۔''

''بھاگ جاؤ تم ذلیل آدمی'' یحییٰ نے دروازہ بند کرتے ہوئے زور سے کہا۔ ''میں پولیس کو بلالوں گا۔'' بعد ازاں مذکورہ طوائف دو گھنٹے تک مزید اس کے کمرے میں رہی۔ لیکن حیرت انگیز طور پر اس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی کمرے سے یحییٰ المیشاد کی خون میں تر بتر لاش ملی۔ خبر سن کر طوائف دھچکے میں رہ گئی۔ حیرت انگیز طور پر کمرے سے کوئی ایک چیز بھی نہیں چرائی گئی تھی۔ یحییٰ کے بعد موساد نے فیصلہ کیا کہ اس کال گرل کو بھی اب ٹھکانے لگا دیا جائے کیونکہ بہت سارے حقائق وہ بھی پولیس کو بتا سکتی تھی۔ چنانچہ بڑی خوب صورتی کے ساتھ ایک متمول شخص نے بے حد معقول 'خدمتی' معاوضے کے تحت اسے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھایا اور پھر۔۔۔ ایک سنسان جگہ سے لڑکی کی گردن کٹی لاش ملی!۔ اس طرح سے ایٹمی سائنسدان اور اس کی داشتہ دونوں کو آرام سے ٹھکانے لگا دیا۔

عراق کے ایٹمی سائنسدان کی یہ کہانی اگرچہ یہاں اختتام پذیر ہوتی ہے لیکن بہت سارے اہم حقائق بھی ہمارے آگے کھول کے رکھتی ہے۔

1۔ موساد ایک بہت ہی ذہین، فطین اور بے باک ایجنسی ہے جو دنیا کے کسی بھی ملک میں اپنی دہشت گردانہ کارروائیاں کر سکتی ہے۔ چند سال قبل ہی اس نے دبئی کے ایک ہوٹل میں حماس

کے پانچ لیڈروں کو بھی پراسرار طور پر شہید کر دیا تھا۔

2۔ مصری ایٹمی سائنس دان کا حالیہ قتل

ستمبر 2019ء کے اوائل میں ایک مصری سائنس دان کا بھی پراسرار قتل ہوا تھا۔ ابوبکر رمضان نامی یہ ایٹمی سائنس دان مراکش میں کسی سیمینار میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے اور انہوں نے وہاں مذاکرے میں باقاعدہ شرکت بھی کی تھی لیکن وقفے میں جب وہ ہوٹل کے اسٹال سے چائے وغیرہ پینے گئے تو فوراً ہی ان کی طبیعت خراب ہوئی اور وہ مذاکرات چھوڑ کر فوراً اپنے کمرے میں لوٹ آئے۔ انہیں طبی امداد کے لیے ہسپتال بھی لے جایا گیا لیکن ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی راستے میں ان کا انتقال ہوگیا۔ یہ ایک پراسرار موت تھی جس کے بارے میں موساد پر شبہ کیا جا رہا ہے۔

آج کے مسلم زعماء بظاہر بہت پارسا نظر آتے ہیں، لیکن بیرونی ممالک میں جا کر دراصل وہ عورتوں کے دیوانے ہو جاتے ہیں اور پھر شباب، شراب اور دولت ان سے بہت کچھ اُگلوا لیتی ہے۔ غیر ممالک میں وہ وطن کی خدمت کرنے جاتے ہیں، لیکن حسن، دولت اور شراب کے ہاتھوں فروخت ہو کر وہ الٹا وطن سے غداری کر کے واپس آتے ہیں۔

3۔ ہوسکتا ہے کہ پاکستانی نامور سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان پر بھی موساد نے یہی سب گر آزمانے کی کوشش کی ہو، لیکن اسلام کے ساتھ ان کی عملی وابستگی، قرآن کے ساتھ ان کا غیر منقطع تعلق اور یہودی چالوں سے ان کی گہری واقفیت نے انہیں موساد کا شکار ہو جانے سے محفوظ رکھا ہو گا جوان پر، اہل پاکستان پر، اور خود وطن عزیز پاکستان پر اللہ تعالیٰ کا ایک خصوصی فضل و انعام ہے۔ اہلیانِ پاکستان کو ڈاکٹر صاحب کی اس 'پاکدامنی' اور اسلامیانِ عالم کی جانب ان کی ہمدردی پر لازماً سلام پیش کیا جانا چاہیے۔

موساد نے اپنے کٹر دشمنوں کو بدکاری اور دولت کی بنیاد پر خرید لینا طے کر لیا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے بعض سرکاری مسلم زعماء بھی آسانی سے اس کا نشانہ بن جاتے ہیں۔

دیگر مسلم سائنس دانوں کے قتل

ذیل میں ایک فہرست ان دیگر مسلم سائنس دانوں کی بھی دی جا رہی ہے جنہیں گذشتہ

کئی عشروں سے مسلسل قتل کیا جا رہا ہے۔

1۔ ڈاکٹر سمیرہ موسیٰ خاتون۔۔مصری ایٹمی سائنسدان، جنہیں ایک نا معلوم ڈرائیور نے 1952ء میں سڑک کے ایک حادثے میں ہلاک کر دیا تھا۔

2۔ سمیر نقیب۔۔مصری ایٹمی سائنس دان، جو 1967ء میں امریکہ میں ایک کار حادثے میں ہلاک ہوگئے تھے۔اسرائیل۔مصر جنگ کے دوران وہ واپس مصر لوٹنا چاہ رہے تھے تاکہ اپنے ملک کو ایٹمی طاقت بننے میں مدد دے سکیں۔

3۔ ڈاکٹر یحییٰ امین المساعد۔۔مصری سائنس دان اور عراق نیوکلیائی پروجیکٹ کے سربراہ جنہیں 1980ء میں قتل کر دیا گیا تھا۔

4۔ ڈاکٹر علی مصطفیٰ مشرف پاشا۔۔مصر کے اطلاقی ریاضی (APPLIED MATHEMATICS) کے پروفیسر، جنہیں 1950ء میں قتل کیا گیا تھا۔

5۔ ڈاکٹر سلویٰ حبیب۔۔مصری سائنس دان، جنہیں موساد نے قتل کر دیا۔گمان کیا جاتا ہے کہ موساد نے انہیں ان کی چشم کشا کتاب ISRAELI INFLUENCE IN AFRICA (افریقا میں بڑھتے ہوئے اسرائیلی اثرات) کی اشاعت کے جرم میں قتل کیا گیا تھا۔

6۔ ڈاکٹر جمال ہمدان۔۔مصری سائنس دان، مصنف اور ادیب، جو اپنے گھر میں 1993ء میں مردہ حالت میں جلے ہوئے پائے گئے تھے۔ان کی کتاب کا مسودہ بھی ان کے ساتھ پایا گیا تھا۔

7۔ ڈاکٹر حسن کامل الصباح۔۔لبنانی ماہر طبعیات، جنہیں 1935ء میں قتل کیا گیا تھا۔

8۔ ڈاکٹر رمال حسن رمال۔۔لبنانی ماہر طبعیات اور 'فزکس کنڈنس میٹر' سائنس دان جنہیں 'عربوں کا ایڈیسن' گردانا جاتا تھا اور جنہیں اپنے دور کے ''سو بڑے عالمی ماہرین طبعیات'' میں شمار کیا جاتا تھا، موساد نے انہیں 1991ء میں قتل کر دیا تھا۔

9۔ ڈاکٹر اردشیر حسن پور۔۔ایرانی نیوکلیائی سائنس دان، جنہیں موساد نے 2007ء میں قتل کیا تھا۔

10۔ ڈاکٹر ماجد شہریاری۔۔ایرانی نیوکلیائی سائنس دان، جنہیں 2010ء میں موساد نے قتل کیا تھا۔

11۔ ڈاکٹر فریدون عباسی۔۔ ایرانی نیوکلیائی سائنس دان، جنہیں موساد نے مندرجہ بالا ڈاکٹر ماجد شہریاری کے ساتھ قتل کرنے کی کوشش کی تھی تاہم وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔

12۔ درویش رضائی۔۔ ایرانی الیکٹرونک سائنس دان جو ایرانی وزارت دفاع میں کام کرتے تھے۔انہی کے گن مین نے انہیں 24-07-2011 کو گولی مار کر قتل کر دیا تھا۔

13۔ مسعود علی محمدی۔۔ ایرانی ایلیمنٹری فزیسٹ، جسے 2010ء میں تہران میں اس کے گھر کے باہر ہی قتل کر دیا گیا تھا۔

14۔ محمد الزواری۔۔ تیونسی فضائی انجینئر، جسے 2016ء میں اس کے وطن تیونس میں اس کے گھر کے پاس ہی قتل کر دیا گیا تھا۔

15۔ ابراہیم الظاہری۔۔ عراقی ایٹمی سائنس دان، جسے 2004ء میں اس کے شہر بوبک (عراق) میں ایک ٹیکسی میں سواری کے دوران قتل کیا گیا تھا۔

16۔ عزیز اصبار۔۔ شامی 'گائیڈڈ میزائل' سائنس دان، جو اسرائیلی شہروں کو تباہ کرنے والے میزائلوں کی تیاریوں میں مصروف تھے اور جنہیں شامی و ایرانی حکومتوں کے اعلیٰ درجات میں آزادانہ رسائی حاصل تھی، اپنی ہی کار میں موساد کے نصب کردہ بم سے اچانک ہلاک ہوگئے تھے۔میزائل کی پرواز کی خاطر مائع تیل کی جگہ ٹھوس ایندھن کی تیاری اور نزدیک رینج میزائلوں کی جگہ دور مار میزائیلوں میں تبدیلی بھی ان کی تحقیق میں شامل تھی۔ وہ شام کے اہم ترین سائنسدان تھے۔شام میں ایٹمی تیاریوں پر خاصی توجہ دی جارہی ہے کیونکہ وہ ملک اسرائیل سے بالکل ملحق ہے اور اسرائیلی طیارے وہاں اکثر حملے کرتے رہتے ہیں۔

17۔ پروفیسر فادی محمد البطش ۔۔ملیشیا میں راکٹ سازی سے منسلک مسلم فلسطینی سائنسدان ''پروفیسر فادی محمد البطش'' کی دو نامعلوم مسلح ملزمان نے نماز فجر کی ادائیگی کے بعد راستے میں گولی مار کر شہید کر دیا۔ یہ واقعہ ملیشیا کے شہر کوالالمپور میں پیش آیا جہاں دو موٹر سائیکل سواروں نے پروفیسر پر براہ راست 10 گولیاں برسائیں۔ملیشیا کے نائب وزیر اعظم نے ملزموں کا تعلق غیر ملکی خفیہ ایجنسی سے بتایا ہے۔جبکہ مقتول کے اہل خانہ نے بھی موساد کو اس سانحے کا ذمے دار ٹھہرایا ہے۔(اردو نیوز۔جدہ۔23-04-2018)

مندرجہ بالا معلومات سے یہ بات واضح ہے کہ تمام مسلم ممالک اپنی اپنی جگہ ایٹمی طاقت حاصل کرنے کی لازمی کوشش کررہے تھے۔ یہ تمام حقائق کینیڈا سے شائع ہونے والے معتبر انگریزی ماہنامے THE CRESCENT INTERNATIONAL کے اگست 2011ء، نیویارک ٹائمز 6/اگست 2018ء کے شماروں، اور گوگل سرچ ''مسلم سائنسدانوں کے قتل'' کی مدد سے پیش کیے گئے ہیں۔ اسرائیلی ایجنسی موساد کسی بھی مسلم سائنس دان کو زندہ نہیں رہنے دینا چاہتی۔ اپنے ملک کی بربادی کا اسے مسلسل خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ غلط یا صحیح، لیکن دشمنوں سے گھری ہوئی کسی بھی حکومت کو ہر آن کوئی نہ کوئی نئی حکمت عملی اختیار کرتے رہنی چاہیے۔ غفلت میں تو سب ہی مارے جاتے ہیں لیکن مجال ہے کوئی مسلم ملک اسرائیلی انداز سے بھی سوچا کرے۔

آسانیاں کیسے بانٹی جائیں؟

ڈاکٹر اکرام الحق

☆ کبھی کسی اداس اور مایوس انسان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پیشانی پر کوئی شکن لائے بغیر ایک گھنٹہ اس کی لمبی اور بے مقصد بات سننا آسانی بانٹنا ہے۔

☆ بغیر غرض کے کسی بیوہ کی جوان بیٹی کے رشتے کے لیے سنجیدگی سے تگ و دو کرنا آسانی بانٹنا ہے۔

☆ اپنے بچوں کے ساتھ محلے کے کسی یتیم بچے کو سکول لے جانے کی ذمہ داری لینا بھی آسانی بانٹنا ہے۔

☆ چائے کے کھوکھے والے کو اوئے کہہ کر بلانے کی بجائے بھائی یا بیٹا کہہ کر بلانا بھی آسانی بانٹنا ہے۔

☆ کسی کی کڑوی کسیلی اور غلط بات کو نرمی سے برداشت کرنا بھی آسانی بانٹنا ہے۔

☆ ہسپتال میں کسی انجان مریض کے پاس بیٹھ کر اس کا حال پوچھنا اور اسے تسلی دینا بھی آسانی بانٹنا ہے۔

☆ دروازے کی گھنٹی صرف ایک مرتبہ دے کر دروازہ کھلنے تک انتظار کرنا، والدین کی باتیں توجہ سے سننا، ماں کی پہلی آواز پر فوراً اُن کے پاس پہنچ جایا کرنا بھی آسانیاں بانٹنا ہے۔

☆ بیوی کی غلطی پر سب کے سامنے اس کو ڈانٹ ڈپٹ مت کرنا، سالن اچھا نہ لگے تو دسترخوان پر آنکھیں نہ نکالنا، کبھی کپڑے ٹھیک استری نہ ہوں تو برداشت کر لینا بھی آسانیاں بانٹنا ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ کوثر لاہور، نومبر 2020ء)

جوان اولاد کے متعلق دینی احکام
اور ہماری ذمہ داریاں

علامہ پروفیسر مفتی محمد اکبر مصطفوی

(بشکریہ روزنامہ 92، 14 جنوری 2020ء)

بلا شک وشبہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بھی آدمی کے لیے قیمتی تحفہ اور گراں قدر سرمایہ ہوتی ہے اس کی بدولت گھر میں چاروں طرف رونقیں اور مسکراہٹیں نظر آتی ہیں۔ہم پر ضروری ہے کہ جس طرح ہم ان کی بہتر نشو ونما کے لیے مناسب ومفید پرورش وکھلانے پلانے کا سوچتے ہیں اسی طرح اہم ان کی درست خطوط پر تعلیم وتربیت کے سلسلے میں بھی اپنا بھر پور کردار ادا کریں۔

ہم جانتے ہیں کہ نوجوان کسی بھی قوم کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ معاشرے کی خوشحالی، ترقی اور عروج کا سارا دارومدار انہی پر ہی ہوتا ہے۔اگر نوجوانوں میں بگاڑ، فساد اور انحراف در آئے تو صرف وہی تباہی کے شکار نہیں ہوتے بلکہ پورے کا پورا معاشرہ تنزّلی، پستی اور زوال کا شکار ہو جاتا ہے، دوسری طرف اگر نوجوان صحیح رخ اور درست خطوط پر چلتے رہیں تو پوری قوم ہی ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی دنیا وآخرت میں اپنا نام روشن کرتی ہے۔ جوانی کی اہمیّت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ قیامت کے روز پوچھے جانے والے پانچ سوالات میں سے چار کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ جوانی کے ساتھ ہی ہے۔آج بد قسمتی سے یہ ذہن بنایا جا رہا ہے کہ ''جوانی دیوانی ہوتی ہے، اس لیے جتنا ہو سکے اس میں عیّاشی کی جائے''۔ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ جوانی انبیاء کرام، صحابہ کرام، ائمہ اربعہ صالحین پر بھی آئی ہے لیکن مجال ہے کہ انہوں نے اس عمر میں بھی کوئی ایک قدم رب کی نافرمانی میں اٹھایا ہو۔

نوجوانوں کی تربیت و اصلاح کے لیے آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انداز: نوجوانوں کی تربیت و اصلاح کے لیے بڑی مہارت اور خوش اسلوبی کی سخت ضرورت ہے، ورنہ فائدے کی بجائے نقصان کا خطرہ ہے۔نوجوانوں کی اصلاح کے لیے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انداز یہ تھا کہ آپ انہیں اچھے القاب اور خوب صورت ناموں سے نوازتے، انہیں کم عمری میں ہی قیادت وسرداری کے عہدے دیتے، ان کی رائے کو اہمیت دیتے، ان کے مشوروں پر عمل فرماتے، ان کی غلطیوں کے آگے سینہ کشادہ رکھتے، ان کی چھوٹی موٹی لغزشوں اور کوتاہوں کو درگزر فرماتے، انہیں راہنمائی کی ضرورت ہوتی تو لبیک کہتے، وہ وافر چیز میں سے اگر کچھ لے آتے تو قبول فرماتے، انہیں تلاوت قرآن اور فہم قرآن کی ترغیب دلاتے، اور ان میں ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا فرماتے۔

دینی احکام اور ہماری ذمہ داریاں: اولاد جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو والدین کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ جوان اولاد کے احکام اور ہماری ذمہ داریوں کے حوالے سے سورۃ لقمان کا دوسرا رکوع ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جوانی گزارنے کے لیے جن ہدایات سے نوازا ہمارے آج کے نوجوانوں کو بھی ان پر عمل کرنے کی شدید ترین ضرورت ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جوان اولاد کو ایسی نصیحتوں سے نوازتے رہیں جوان کے لیے دنیا وآخرت میں نفع بخش، مفید اور کارآمد ثابت ہوسکتی ہیں۔آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ وہ ہدایات کیا تھیں؟

1۔ انہیں توحید ورسالت سمیت تمام اسلامی عقائد پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کی جائے۔

اولاد جیسے جیسے بڑی ہوتی جاتی ہے ویسے ویسے وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں والدین سے بے نیاز ہوتی جاتی ہے، اور یوں رفتہ رفتہ ان کے درمیان فاصلے بڑھنا شروع ہوجاتے ہیں، ایسے وقت میں اگر ہم انہیں کلیتاً ان کے حال پہ چھوڑ دیں تو خطرہ ہے کہ کہیں وہ اِلحاد و لادینیت کے شیطانی جال میں پھنس کر اپنا ایمان نہ برباد کر بیٹھیں۔

2۔ انہیں یہ بھی سمجھائیں کہ وہ پوشیدہ اور ظاہر ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ جوانی کے نشے میں بدمست ہوکر وہ چوری ڈاکہ، شراب نوشی، سگریٹ نوشی، اسمگلنگ، جُوا، فحش ومُخرّب اخلاق فلمیں، ڈرامے دیکھنا، ناچ گانا کرنا، گالیاں دینا، لڑکیوں کو چھیڑنا، فٹ

پاتھوں پر بیٹھنا جیسی عادات وجرائم کے راستے پر چلنا شروع کر دیں۔

3۔ انہیں مسجد کا عادی بنائیں، وہ جملہ ارکان اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے پابند اور ان پر سختی سے عمل کرنے والے ہوں، کسی بھی حالت میں ان کے بارے میں سستی، کوتاہی یا غفلت کے شکار نہ ہوں۔

4۔ یہ بھی سمجھائیں کہ دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے کی کوشش کرنا بھی انتہائی ضروری ہے، وہ اس کام کو جس قدر ہو سکے لطف ومہربانی اور عزت واحترام سے سرانجام دیں

5۔ زندگی میں نامساعد حالات اور طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا، انہیں سمجھایا جائے کہ ایسے حالات میں وہ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔

6۔ یہ بھی سمجھائیں کہ جب وہ کسی سے گفتگو کر رہے ہوں یا کوئی دوسرا ان سے ہم کلام ہو تو ان کو خود سے کم مرتبہ اور خود کو ان سے اعلیٰ وارفع تصور کر کے ان سے روگردانی نہ کریں بلکہ ہمیشہ ان سے خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے پیش آئیں۔

7۔ یہ بھی بتائیں کہ وہ زمین پر عاجزی وتواضع کے ساتھ چلیں کہ یہ عبادالرحمٰن کے اوصاف میں سے ہے۔ اکڑ اکڑ کر یا متکبّرانہ انداز میں قدم رکھنا ممنوع ہے اور ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کوئی محبت نہیں رکھتا۔

8۔ یہ بھی انہیں سمجھایا جائے کہ گفتگو کرتے وقت چلا چلا کر یا بلاضرورت کڑک کڑک کر باتیں کرنا بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اللہ ایسی آوازوں کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دیتا ہے۔

9۔ انہیں یہ بھی ہدایت دی جائے کہ خالق کی نافرمانی کے کاموں میں مخلوق کی اطاعت کرنا حرام اور گناہ ہے۔ والدین، اساتذہ، سیاست دانوں یا بڑوں کی اطاعت صرف اسی وقت ضروری ہے جب وہ جائز امور میں ہو۔

10۔ وہ اپنے عقل وشعور اور فہم وفراست کو استعمال کرتے رہیں کہ کوئی بھی آدمی قائد یا لیڈر کے لبادے میں آ کر انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال نہ کر سکے۔ (ماخذ: کتب فقہ، کتب احادیث، کتاب الادب)

گستاخانہ خاکے۔ اُمّت مسلمہ کا شدید ردّ عمل
مغرب کے لیے لمحہ فکریہ؟

ابوفیصل محمد منظور انور

اس وقت مغربی دنیا لادینیت کا مرکز ومحور بن چکی ہے جس نے شیطان لعین ومردود کا کام اورزیادہ آسان کر کے رکھ دیا ہے، جس طرح ابلیس ملعون نے حضرت آدم علیہ السلام اور امّاں حوّا کو بے لباس کر کے جنت سے نکلوایا تھا ابلیس کے اسی مشن کے فروغ کے لئے اب مغرب کی اقوام سرگرداں نظر آتی ہیں جو پوری انسانیت کو گمراہی وذلت کے اندھے اور گہرے گڑھے میں پھینکنے کے لئے سرگرم ہیں۔ اکیسویں صدی کے سائنسی علوم نتیجے میں علم اور آگہی کے باوجود مغربی دنیا اور دیگر کئی ممالک کے بھٹکے ہوئے انسانوں کی کثیر تعداد اسی ابلیس کو ہی اپنا گرُو تسلیم کر چکی ہے اور اس کے راستے پر چلتے ہوئے دنیا میں عریانی، فحاشی، بے حیائی، بے لباسی اور عورت کے ننگے جسم کی تشہیر کو تجارتی ذریعہ بنا کر مال وزر اکٹھا کر کے پوری دنیا پر اپنی حاکمیّت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہی ہے ان بد بخت عناصر کی روز افزوں بڑھتی ہوئی نافرمانیوں اور دیدہ دلیری کے ساتھ گناہ آلود زندگیاں گزارنے پر تفاخر اور اِترانے پر تو ابلیس بھی اپنی کامیابی پر یقیناً شاداں و نازاں ہوگا کیونکہ اسے اس دنیا میں کچھ بھٹکے ہوئے عاقبت نااندیش، بدبخت ایسے انسانوں کے گروہ مل چکے ہیں جو اس کے مکروہ ومذموم عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اس کے ہم رکاب بن چکے ہیں۔

اس وقت اقوامِ عالم میں عیسائیت اور مسلمان دو بڑے مذاہب کے پیروکار ہیں اور یہودی مذہب کے ماننے والے چھوٹی سی اقلیّت موجود ہیں جو الہامی آسمانی کتابوں کے ماننے

والے ہیں اگرچہ مغربی دنیا کی غالب اکثریت عیسائیت کے ماننے والوں کی ہے مگران کے پاس اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ الہامی کتاب انجیل مقدس اپنی اصلی حالت میں موجود ہی نہیں ہے یہی حال یہودیوں کا ہے کہ ان کے پاس بھی الہامی کتاب تورات اصلی حالت میں موجود نہیں ہے پھر بھی وہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں، مسلم دنیا اور ملحد دنیا کے انسانوں کو کمتر و نیچ (اور خود اپنے آپ کو بہتر و اعلیٰ) سمجھتے ہیں، ان میں تعصب بھرا ہوا ہے یہ ننگ دنیا و دین اور ناداں لوگ توہین مذاہب ہی نہیں توہین انبیاء کے مسلسل مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کرنے والے اپنے گندی ذہنیت کا اظہار کر کے اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہیں مذہبی تعصّبات اور منافرت میں ڈوبے یہ لوگ آغاز اسلام سے ہی نورُ اللہ کو پھونکوں سے بجھانے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہیں اور وہ طرح طرح کی سازشیں اور حرکتیں کر کے اللہ کے پسندیدہ دین اسلام اور ہادیٔ برحق رسول معظم محمد ﷺ اور قابل صد احترام دیگر انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو جھٹلانے کی جسارت کرتے رہتے ہیں۔ لادینیت کے علمبردار یہ عناصر اپنی تمامتر کوششوں اور سازشوں کے باوجود اپنے مذموم مقاصد میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام دنیا میں غالب ہونے کے لئے ہی آیا ہے۔ ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یورپی ممالک کے کافر لوگ گستاخانہ خاکے شائع کر کے دراصل امت مسلمہ کے، اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان اور ان سے محبت کا درجہ حرارت معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حضور ﷺ سے والہانہ محبت کے جذبات کو یہ کافر کیا جانیں۔ کاش انھوں نے تعصّبات سے بالا ہو کر اصحابِ رسول ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کیا ہوتا تو ان پر یہ عقدہ کھل کر سامنے آجاتا کہ عاشقانِ رسول معظم ﷺ تو حرمت رسول پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کو ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں۔ تاریخ اسلام ایسے ہزاروں افراد کے تذکرے سے پُر ہے جو حضور ﷺ کے حکم کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے جنبش آبرو محمد ﷺ کے منتظر رہتے تھے۔

فرانس کا ملعون وزیر اعظم میکرون خاکے بنانے کی جسارت کرنے والوں کی پشت پناہی اور حوصلہ افزائی میں پیش پیش ہے۔ ترکی کے صدر رجب طیب ارگان نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ

اس ملعون کے دماغ کے علاج کی ضرورت ہے۔اسی طرح دیگر مسلم ممالک کی طرف سے شدید ردعمل آنے اور فرانسیسی مصنوعات کے بائیکاٹ کرنے کی دھمکی پر وہ تلملا اٹھا اور تجارتی بائیکاٹ سے گھبرا گیا اس کا وزیر خارجہ اپنی ملکی مصنوعات کے تجارتی بائیکاٹ کو ختم کروانے کے لئے مسلم ممالک کے دورے پر گیا تو اس کو اس بارے سخت ترین موقف اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ 8/9 نومبر کو مصر گیا تو مصر کے شیخ الازہر نے کہا کہ ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے توہین رسالت کا کیس لے کر خود عالمی عدالت انصاف میں جاؤں گا۔ جو ہمارے پیارے نبی ﷺ کا ادب اور تعظیم نہیں کرے گا ہم اُن کی تعظیم نہیں کریں گے۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں سے فرانسیسی سفیر بھی تجارتی مقاطعہ ختم کرنے کے لئے ملاقاتیں کر رہے ہیں۔

توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے مجرموں کو آخر مغرب میں ہی پناہ کیوں ملتی ہے؟

اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ چونکہ امریکہ سمیت پوری مغربی دنیا یہودیوں کے دام فریب کا شکار ہے اور یہودی ایک سازشی قوم ہے وہ آئے روز مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے آتے ہیں۔ وہ ابتدائے اسلام میں بھی اپنے ایسے ہی غلط کرتوتوں کی وجہ سے مدینہ منورہ سے نکال باہر کئے گئے تھے۔ وہ ہمیشہ سے ہی اسلام دشمنی کی روش پر چلتے آئے ہیں۔ لہٰذا وہ کسی نہ کسی صورت امت مسلمہ کے جذبات کو مشتعل کر کے اپنی جھوٹی اَنا کی تسکین چاہتے ہیں۔ ڈنمارک، کینیڈا، فرانس سمیت جن ملکوں میں بھی توہین انبیاء و مذاہب، توہین رسالت یا توہین قرآن کے واقعات تسلسل سے ہوتے رہے ہیں ان سب واقعات کے پیچھے دین اسلام کے بدترین دشمن دراصل یہودیوں کی ذہنیت ہی کارفرما رہی ہے۔ اسلامی ممالک یہود و ہنود اور عیسائیوں کی مشترکہ سازشوں کے نتیجے میں زبوں حالی کا شکار ہیں اور اہل مسلم قیادت کی عدمِ موجودگی کے باعث تمام تر وسائل کے باوجود مغربی طاقتوں کے سامنے بظاہر بے بس نظر آتے ہیں مگر ان نامساعد حالات کے ہوتے ہوئے بھی عام مسلمانوں کی اکثریت مغربی دنیا کی طرف سے اپنے پیارے نبی ﷺ کے خلاف معمولی جسارت بھی برداشت نہیں کر سکتی جس کا اظہار مسلم ممالک میں ہونیوالے عوامی احتجاجی مظاہروں کی صورت میں دیکھا گیا ہے۔ جب ہمارے دلوں کا قرار پیارے رسول ﷺ کا نام نامی سامنے آتا ہے تو ہمارے سر احترام میں جھک جاتے ہیں۔ دنیائے کفر کے لادین معاشرے کے

جاہل افراد کیا جانیں کہ محمد ﷺ کے کروڑوں غلام ان کے ساتھ کتنی والہانہ محبت رکھتے ہیں اور وہ حرمت رسول معظم ﷺ پر اپنی جانیں نثار کرنے کو ہمہ وقت تیار بیٹھے ہیں، جو دنیائے کفر میں گھس کر ان کا تیا پانچہ ایک کر کے رکھ دیں گے پھر دہشت گردی کی جنگ کے نام پر دین اسلام کے پیروکاروں کو نیست و نابود کرنے والی ساری سازشیں بھی ختم ہو کر رہ جائیں گی۔ بقول ماہر القادری

ے سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

یہودیت اور عیسائیت کا دینِ اسلام کے خلاف بغض اور تعصب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی جو صدیوں سے پیغمبر اسلام محمد ﷺ کے خلاف جسارت اور ہرزہ سرائی کرنے میں مصروف ہیں۔ طاقت کے نشے میں سرشار یورپی ملک فرانس کا وزیر اعظم کیمرون بذات خود توہین رسالت کے مجرموں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور معافی تک نہیں مانگتا یہ کمینگی اور ڈھٹائی کی انتہا ہے۔ فرانس میں مسلمانوں کے خلاف امتیازی قوانین بنا کر انھیں دیوار سے لگانے کی پالیسی بن چکی ہے۔ اس ملک میں 50 لاکھ کے لگ بھگ مسلمان بستے ہیں اور یہ فرانس میں رہنے والوں کا دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے۔ فرانس کے وزیر اعظم کیسٹیکس نے چند روز قبل فرانسیسی روزنامہ لی مونڈے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا "جمہوریہ کا دشمن ایک بنیاد پرست اسلام پسندی کا ایک نظریہ ہے جس کا مقصد فرانسیسیوں کو آپس میں تقسیم کرنا ہے"۔ انہوں نے استدلال کیا اس قانون کا مقصد "مسلمانوں کو بنیاد پرستی، اسلام پسندی کی بڑھتی ہوئی گرفت سے آزاد کروانا ہے"۔ مجوزہ قانون سازی سے مساجد کو غیر ملکی مالی اعانت وصول کرنے سے روکنے میں آسانی ہوگی اور اعتدال پسند کمیونٹی رہنماؤں کو بھی تحفظ فراہم کیا جائے گا جو انتہا پسندوں کے ذریعہ حکومت کے خاتمے کا خطرہ ہیں۔ وزیر داخلہ جیرلڈ ڈارمنین اور وزیر انصاف ایرک ڈوپونڈ مورٹی کے تعاون سے تیار کردہ اس مسودہ قانون میں تین سال سے زائد عمر کے بچوں کو گھروں میں اسکول جانے کی اجازت دینے کے لئے سخت معیارات کی بھی تجویز پیش کی گئی ہے تاکہ والدین کو اپنے سرکاری اسکولوں سے باہر لے جانے اور ان کے داخلے کو روک سکیں۔ اسلامی ڈھانچے میں اگر وہ لڑکیوں کا کنواری پن جانچنا چاہیں گے تو انھیں جرمانہ ہوگا یا جیل بھیج دیا جائے گا۔ متعدد شادیاں فرانس میں پہلے ہی کالعدم

ہیں، لیکن نیا قانون اتھارٹی متعدد شادی کی درخواست دہندگان کو رہائش گاہ کے کاغذات جاری کرنے پر بھی پابندی عائد کرے گا۔اس کے لئے سٹی ہال کے عہدیداروں کو بھی ان کی شادی سے قبل جوڑے کا الگ سے انٹرویو لینے کی ضرورت ہوگی تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ زبردستی شادی نہیں کی گئی۔ترک صدر رجب طیب اردگان نے مجوزہ قانون سازی کو'کھلی اشتعال انگیزی' قرار دیا ہے، جبکہ مصر کے ممتاز سنی اسلامی ادارے الازہر کے اسکالروں نے میکرون کے خیالات کو'نسل پرستانہ' قرار دیا ہے۔فنانشل ٹائمز اور نیویارک ٹائم جیسے انگریزی زبان کے بااثر میڈیا میں بھی اہم سرخیوں کی وجہ سے میکرون کو دفاع پر مجبور کیا گیا ہے۔ایف ٹی پر شائع شدہ اور بعد میں اس کی ویب سائٹ سے ہٹائی جانے والی تحریر میں فرانسیسی مسلمانوں کے لئے'معاندانہ ماحول' کو فروغ دینے کا الزام عائد کیا ہے۔اخبار انڈین ایکسپریس کے مطابق، فرانسیسی کابینہ نے ایک مسودہ قانون پیش کیا جس میں'بنیاد پرست اسلام پسندی' کو نشانہ بنایا گیا ہے۔حالانکہ لفظ'اسلام پسند' متن کا حصہ نہیں ہے۔اوراس قانون کو'ری پبلیکن اصولوں کو تقویت دینے کے لئے' کہا جاتا ہے، یہ بل اگلے سال جنوری میں پارلیمنٹ کے ایوان زیریں قومی اسمبلی میں جائے گا۔وزیراعظم ژاں کاسٹیکس نے کہا ہے کہ یہ'مذہب کے خلاف کوئی متن نہیں اور نہ ہی مسلم مذہب کے خلاف ہے'، بلکہ بنیاد پرست اسلام پسندی کے خلاف ہے۔یہ بل حالیہ برسوں میں دہشت گردی کے متعدد حملوں کے بعد سامنے آیا ہے۔اگرچہ کچھ عرصہ پہلے سے اس کی تیاری جاری تھی۔اسے اسکول کے ٹیچر سموئیل پیٹی کے اکتوبر میں سرقلم کرنے کے ردعمل کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔فرانس کی مسلم آبادی کی طرف سے یہ خدشات اٹھائے گئے ہیں کہ یہ قانون فرانس کی مسلم کمیونٹی کو، جو یورپ کی سب سے بڑی جماعت ہے کے لئے بدنامی کا باعث بن سکتا ہے۔

https://images.indianexpress.com/2020/08/1x1.png

حکومتِ فرانس مسلمانوں کے انسانی حقوق سلب کرنے کے لئے کوشاں ہے اوران کے خلاف کئی امتیازی قوانین بنا کر انہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔جس پر پورے ملک میں ہزاروں احتجاجی مظاہرین سڑکوں پر ہیں۔لاکھوں انسانوں کے مذہبی عقائد سے چھیڑ چھاڑ کسی بڑی سازش کا پیش خیمہ ہوسکتا ہے۔توہین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ان سنگین واقعات کے پس پردہ

عزائم کا پردہ فاش ہو چکا ہے بہت ہوگیا! اب مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ فرانس اور مغربی دنیا ہوش کے ناخن لے اور ایسی حرکات سے باز آ جائے۔ یا پھر اپنے پیارے رسول ﷺ پر جان نچھاور کرنے والے غازیوں کا سامنا کرنے کو تیار رہے۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے جنھیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

غازی علم الدین شہید، ممتاز قادری شہید، غازی خالد خان اور دیگر کئی عاشقانِ رسول کے کردار امت مسلمہ کے آئیڈیل اور ہیرو ہمارے سامنے ہیں۔ گستاخانہ خاکوں ایسے سنگین واقعات سے برانگیختہ ان جیسے لاکھوں مسلمان کے دل دکھی ہیں اور اپنی اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر حرمت رسول ﷺ پر قربان ہونے کیلئے ہمہ تن مستعد ہیں۔ مغربی دنیا کی سرپرستی میں گستاخانہ حرکات کرنے والوں نے اپنی روش نہ بدلی تو ان بدبختوں کے خلاف سرفروشان اسلام کی ایسی احتجاجی تحریکوں کا سیلاب اُمڈ آئے گا جس کا سامنا کرنا یا روکنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا اور بدبخت عناصر خس وخاشاک کی طرح بہہ جائیں گے۔ پھر ان کے سارے ایٹمی و دیگر جدید ہتھیار بھی کسی کام نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بھی ان کی بداعمالیاں قابل گرفت ہیں۔ موجودہ حالات میں باطل قوتوں کو مسلمان کمزور نظر آتے ہیں مگر میرا پیارا رب العالمین کمزور نہیں ہے اس مالک کائنات و خالق ارض و سماء نے تم جیسی شان وشوکت کی حامل بڑی متکبر قوموں عاد وثمود، قوم نوح، عامورہ و سدوم کی بستیوں کو اور ان جیسی دیگر نافرمان اور خودسر اقوام کو ان کی بداعمالیوں کے باعث نیست ونابود کر کے صفحۂ ہستی سے ہی مٹا کر رکھ دیا ہے۔ دین اسلام دعوت دیتا ہے کہ اب بھی وقت ہے آؤ! اپنے سارے باطل نظریات کو خیر باد کہہ کر کلمہ توحید پڑھ لو توبہ تائب ہو جاؤ اور اپنے پیارے رب العالمین کو ایک خدا کو مانو، ایک خدا کی طرف لوٹ آؤ، اعمال صالحہ کرو۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرو اور کی گئی گستاخیوں پر اللہ تعالیٰ کے حضور معافیاں مانگو اسی میں فلاح کا راستہ ہے۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

برطانوی حکومت کے آغاز میں دیسی تعلیم کی حالت

1

پروفیسر سیّد محمّد سلیم

(بشکریہ تعمیر افکار کراچی: جولائی، اگست 2019ء)

پروفیسر سیّد محمد سلیمؒ کی کتاب ''پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت'' اپنے موضوع پر ایک اہم کتاب ہے جس میں متحدہ ہندوستان میں انگریز کی آمد کے حوالے پیدا ہونے والے تعلیمی مسائل پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔.........اس کتاب کے چند حصے پیش کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

انگریزوں کو تعلیم کا خیال بہت دیر سے آیا۔ برطانوی پارلیمنٹ نے 1228ھ/ 1813ء کے چارٹر میں ہندوستانیوں کی تعلیم کے لیے ایک لاکھ روپے کی رقم متعین کی۔ اس تجویز پر عمل درآمد میں مزید تاخیر ہوئی۔ صحیح معنوں میں مغربی تعلیم کا آغاز سرکاری طور پر 1239ھ/1823ء میں ہوا ہے۔ اس وقت حکومت نے یہ ضرورت محسوس کی کہ پہلے دیسی نظامِ تعلیم کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ صوبہ مدراس، صوبہ بمبئی اور صوبہ بنگال میں تعلیمی جائزے لیے گئے۔ بعض علاقوں کے جائزے بعض افراد نے نجی طور پر لیے۔ جائزوں کی یہ رپورٹیں نہ تو جامع ہیں اور نہ عمیق ہیں۔ بعض رپورٹیں بہت ناقص اور سطحی ہیں۔ ہمارے نقطۂ نظر سے یہ رپورٹیں اس لیے مفید ہیں کہ ان کے ذریعے سے برطانوی غلبے کے آغاز میں دیسی نظامِ تعلیم کی وسعت اور ہمہ گیری کا اندازہ بہرکیف ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ ان رپورٹوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعلیمی درس گاہوں کا ذکر یکجا ہے۔

مدراس

سب سے پہلے مدراس کے گورنر تھامس منرو (THOMAS MONROE) کے

حکم سے مدراس میں تعلیمی حالت کا جائزہ 1238ھ-1822ء میں لیا گیا۔ اس جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوبے کی آبادی دس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ ہر قسم کے مدارس کی تعداد 533 ہے۔ ان میں فارسی کے 21 مدرسے، عربی کے 12 اور ایک اسکول انگریزی ہے۔ ان مدارس میں 6398 ہندو طلبہ اور 243 مسلمان طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔

یہ رپورٹ بہت سطحی ہے۔ محققینِ تعلیم ان اَعداد و شمار کی صحت سے انکار کرتے ہیں۔ (1) اس کی وجہ یہ ہے کہ خود تھامس منرو کا ایک دوسرے مقام پر یہ اعتراف موجود ہے کہ ''تقریباً ہر گاؤں میں ایک دیسی مدرسہ موجود ہے'' اس بیان کی موجودگی میں یہ اعداد و شمار کیسے درست تسلیم کیے جاسکتے ہیں؟ (2)

بمبئی صوبہ بمبئی کے گورنر الفینسٹن (ELPHINSTON) نے 1239ھ-1823ء میں صوبے کی تعلیمی حالت کے متعلق ایک رپورٹ مرتب کرائی۔ اس رپورٹ میں زیادہ تر ان عطیات کا تذکرہ ہے جو مرہٹہ دور میں سرکاری خزانے سے تعلیم پر صرف کیے جاتے تھے۔ یہ رپورٹ بہت ناقص ہے۔ اس میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

بنگال صوبہ بنگال کی تعلیمی حالت کے متعلق کمپنی کے سرکاری ریکارڈ میں معلومات زیادہ موجود تھیں۔ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ بنگال میں تعلیمی حالت بہتر تھی۔ میکس ملر (MAX MULLER) نے سرکاری ریکارڈ اور مشنری مبلغین کی مختلف رپورٹوں کو سامنے رکھ کر تخمینہ لگایا ہے کہ انگریزی حکومت کے آغاز میں صوبہ بنگال کی تعلیمی حالت بہتر تھی۔ صوبے میں اسّی ہزار مدارس میں موجود تھے۔ گویا ہر 400 افراد پر ایک مدرسہ قائم تھا۔ (3) بنگال کی تعلیمی حالت پر سب سے زیادہ مفصل رپورٹ ایک مشنری مبلغ ولیم آدم نے 1251-1254ھ / 1835-1838ء میں گورنر جنرل ولیم بنٹِک کے حکم سے تیار کی تھی۔ قطع نظر مذہبی تعصّبات کے یہ رپورٹ کافی معلومات افزا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

---

(1) Noorullah and Naik. History of Education in India during the British Period. Page 20

(2) ایضاً

(3) B.D, BASU. History of Education under the Company. P.16

نمبرشمار	حلقہ	آبادی						میزان
1	مرشدآبادشہر	124804	--	95	26	216	959	300	1259
2	تھانہ دولت آباد	64037	183	25	--	254	305	326	631
3	تھانہ ننگلیا	46416	267	34	2	207	439	285	724
4	تھانہ کھلنا	116424	288	79	38	475	2243	676	2919
5	تھانہ جہاں آباد	81480	803	85	7	360	366	539	905
6	تھانہ بھوارا	65812	402	6	7	235	60	288	348
	میزان	498973		288	80	1747	4372	2414	6786

اس حساب سے طلبہ کی نسبت آبادی کے مقابلے میں ایک اور تہتر بنتی ہے۔ واضح رہے کہ ولیم آدم کی آخری رپورٹ 1254ھ/ 1838ء میں مرتب ہوئی تھی۔ بیس سال قبل قانون بازیافت اراضی (Resumption Act-2) 1234ھ/1818ء کے تحت مسلمانوں کے تمام تعلیمی اوقاف اور لاخراج زمینیں حکومت نے ضبط کر لی تھیں۔ تعلیم گاہیں اُجڑ گئی تھیں۔ اساتذہ اور طلبہ منتشر ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے ان اعداد و شمار میں بھی تعلیمی حالت کی صحیح تصویر نہیں جھلکتی۔ اس رپورٹ کی صحت کو مشکوک بنانے کے لیے دیگر وجوہ بھی موجود ہیں۔ نیٹور کی آبادی 38021 بتاتی ہے جس میں مکتب میں قرآن خواں بچوں کی تعداد صرف 42 ہے۔ یہ بات تعجب خیز معلوم ہوتی ہے۔ اس وقت بنگال میں فرائضی تحریک، تیتو میر کی تحریک اور سید احمد شہید کی تحریک زوروں پر تھی۔ ہر طرف تبلیغ اور اشاعت دین کا غلغلہ بلند تھا۔ اس فضا میں کیسے ممکن ہے کہ سارے تھانے میں کل 42 بچے قرآن مجید پڑھتے ہیں؟ اس پر دوسرے اندراجات کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔

بہار بہار سے متعلق ولیم آدم لکھتا ہے کہ جنوبی بہار کے ضلع میں مدارس کی تعداد 291 ہے۔ جن میں 270 فارسی اور 12 عربی کے مدرسے ہیں۔ اساتذہ کی تعداد 287 ہے۔ دو استاد فی سبیل اللہ تعلیم دیتے ہیں۔ اوسطاً ایک استاد کی تن خواہ پانچ چھ روپے ماہانہ ہوتی ہے۔ [1]

---

[1] History of Education in India during the British Period. Page 40

یو پی (آگرہ اوراودھ) یو پی کے صرف ایک ضلع کی تعلیمی حالت معلوم ہوسکی ہے، اسی پر دوسرے اضلاع کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایجنٹ مقیم بریلی نے شہر اور مضافات کی تعلیمی حالت کا جائزہ اس طرح لکھا ہے: بریلی شہر میں فارسی کے مدرسے 101، عربی مدارس 13 اورمہاجنی مدرسے 20 ہیں۔ نواح بریلی میں فارسی کے 13 اورمہاجنی مدرسے 9 ہیں۔ ضلع کے دوسرے مقامات پر فارسی کے 114، عربی کے 4 اور ہندو مدارس 101 ہیں۔ ضلع بھر میں سنسکرت کا کوئی اسکول نہیں ہے۔ فارسی اسکولوں میں ہندو اور مسلمان ساتھ بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ اساتذہ سید، مغل، پٹھان اور کائستھ ہوتے ہیں۔ گویا صرف ایک ضلع میں اسکولوں کی تعداد 375 تھی، جن میں فارسی کے 227، عربی کے 17 اور مہاجنی 130 اسکول تھے۔ ❶

سی۔ پی (وسط ہند) رچرڈ جنکنز (RICHARD JENKINS) نے 1242ھ/ 1827ء میں ریاست ناگ پور کی تعلیمی حالت پر ایک رپورٹ تیار کی تھی۔ اس کے مطابق عام اسکولوں میں 936 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ اخراجات ان کے والدین برداشت کرتے ہیں۔ 156 اتالیق ہیں جو پرائیویٹ ٹیوشن پر پڑھاتے ہیں۔ ان کے طلبہ کی تعداد 1259 ہے۔ یہ استاد فی سبیل اللہ تعلیم دیتے ہیں۔ مدارس میں ہندی، سنسکرت، عربی، فارسی اور تیلگو زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ❷ مالوے کے متعلق میلکم (MALCOLM) نے لکھا ہے کہ ہر 150 گھروں کے گاؤں میں ایک مدرسہ پایا جاتا ہے۔ ❸

سندھ رچرڈ برٹن (RICHARD BURTON) نے میروں کے عہد میں سندھ کی تعلیمی حالت کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے: سندھ چھ خاص مدرسے ہیں۔ سیوھن، پاٹ، کھڑا، متعلوی یا ٹمیاری، عمرکوٹ کے قریب مہڑ یا دلہار اور نار ی کے قریب چوٹیاری۔ ❹ ان اعلیٰ مدارس کو

---

❶ شبیر احمد تعلیم کی کہانی: ص 311

❷ All India Education Conference Nagpur 1936, P.79

❸ By Noorullah and Naik Page-22 History of Education During British Period

❹ سندھی ترجمہ: Burton Sind and the races that Inhabit the Valley of India

برٹن نے یونیورسٹی لکھا ہے۔ فتح سندھ کے بعد کے کمشنر نے تعلیمی حالت کا جائزہ لینے کے لیے ایلس بارو (ELLIS BARROW) کو مقرر کیا۔ اس نے 1273ھ/1856ء میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ وہ لکھتا ہے: سندھ میں 374 مکتب ہیں۔ 52 فارسی مدرسے اور 276 عربی مدرسے ہیں۔ ان میں پانچ ہزار کے قریب طالب علم زیرِ تعلیم ہیں۔ مکتبوں میں لڑکیاں بھی ساتھ پڑھتی ہیں۔ مزید تعلیم پھر وہ گھر پر خانگی طریقے سے حاصل کرتی ہیں۔ مخدوم یعنی صدر مدرس کی تنخواہ دوسو روپے ماہانہ اور مولوی کی تنخواہ 30 سے 60 روپیہ ماہانہ ہوتی ہے۔ امیرانِ سندھ مختلف طریقوں سے ان مدارس پر پچاس ہزار روپیہ سالانہ خرچ کرتے ہیں۔ (1)

پنجاب پنجاب پر سکھوں نے 1210ھ/1795ء میں قبضہ کر لیا تھا۔ سکھ حکومت کے مظالم کے باوجود مدارس حسب سابق قائم تھے۔ چل رہے تھے۔ انگریزی قبضے کے بعد مسٹر آرنلڈ (ARNOLD) کو یہاں کا پہلا ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن مقرر کیا گیا۔ اس نے صوبے میں تعلیمی حالت کے متعلق ایک رپورٹ تیار کی جو 1273ھ/1856ء میں حکومت کو پیش کی گئی۔ اس رپورٹ میں وہ تسلیم کرتا ہے کہ تعلیم یہاں عام ہے۔ ہندو، سکھ اور مسلمان سب ہی طلبہ ہیں۔ البتہ اساتذہ سب مسلمان ہیں۔ بیشتر اساتذہ فی سبیل اللہ تعلیم دیتے ہیں۔ یہ مدارس اوقاف اور معافیوں کی آمدنی سے چل رہے ہیں۔ لڑکیوں کے مدارس جداگانہ ہیں۔

ان مختلف رپورٹوں سے بہرکیف یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ انگریز کی آمد تک یہ نظامِ تعلیم فروغ پر تھا۔ کوئی قریہ اور گاؤں ایسا نہ تھا جہاں کوئی مدرسہ موجود نہ ہو۔ شہروں میں تو محلّہ محلّہ اور گلی گلی میں مکتب اور مدرسے قائم تھے۔

تعلیم کی مخالفت میں پہلا قدم

عالمگیر کی وفات کے بعد 1118ھ/1707ء مغل سلطنت پر زوال طاری ہوگیا تھا۔ صوبوں کے اُمراء اپنے اپنے علاقوں میں خودمختار حکومتیں قائم کر بیٹھے تھے۔ مرکزی حکومت اتنی کمزور ہوگئی تھی کہ وہ ان سے باز پرس نہیں کرسکتی تھی۔ سعادت خان ایک ایرانی امیر تھا جس نے

---

(1) Prof, Shabbir Ahmed. Researches in the History of Education. P 201

اودھ اور الٰہ آباد کے صوبوں پر مشتمل ایک حکومت قائم کر لی تھی۔ ایران میں صفوی خاندان سے شیعیت کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دے دیا تھا اور وہ ایک جارحانہ پالیسی پر گام زن تھا۔ خود مختار ہو جانے کے بعد سعادت خان کو اودھ میں شیعہ مذہب کو فروغ دینے کا خیال دامن گیر رہتا تھا۔ اس غرض کے لیے اس نے ایسے اقدامات کیے جن سے سُنّی علما کا زور ٹوٹے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں صدیوں سے قائم شدہ سلسلہ درس و تدریس میں رخنہ پڑ گیا۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی (1200ھ/1786ء) اس دور کے ثقہ مؤرّخ ہیں۔ وہ اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

> 1130ھ/1718ء تک پُورب کی سرزمین (اودھ اور الٰہ آباد) میں علم کی سرگرمیاں بہ دستور جاری تھیں۔ محمد شاہ بادشاہ 1131-1161ھ/1719-1748ء کے آغازِ جلوس میں برہان الملک سعادت خان صوبہ اودھ اور الٰہ آباد، دارالخیر جون پور، بنارس، غازی پور، کٹڑہ مانک پور، کوڑہ جہاں آباد وغیرہ کا حاکم مقرر ہوا تو اس نے قدیم و جدید علما کے خانوادوں کی جاگیریں، معافیاں اور وظائف یک قلم ضبط کر لیے۔ اشراف اور نجبا پریشان ہو گئے۔ معاشی پریشانی نے لوگوں کو تحصیل علم سے باز رکھا۔ انھوں نے مجبوراً سپہ گری کا پیشہ اختیار کر لیا۔ درس و تدریس کا رواج پھر اس درجے کا باقی نہ رہا۔ وہ مدرسے جو قدیم زمانے سے علم و فضل کے معدن تھے، ویران ہو گئے اہلِ علم کی مجلسیں برباد ہو گئیں۔ اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون۔
>
> برہان الملک کے انتقال کے بعد حکومت اس کے بھانجے اور داماد صفدر جنگ کو ملی۔ جاگیریں اور وظائف حسب دستور ضبط رہیں۔ محمد شاہ بادشاہ کے آخری زمانے 1159ھ/1746ء میں صوبہ الٰہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل گیا۔ اس صوبے کے جو وظائف اور جاگیریں ابھی تک محفوظ تھیں، ان کو بھی ضبط کر لیا گیا۔ پھر احمد شاہ (1161-1176ھ/1748-1754ء) کے زمانے میں صفدر جنگ وزارت اعلیٰ پر سرفراز ہو گیا۔ اس کے نائب صوبہ نے معافی داروں اور وظیفہ خواروں کو بہت تنگ کیا۔ ان سطوری کی تحریر تک یہ ملک حوادث روزگار سے پامال ہے۔ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يُحدِثُ بَعدَ ذَالِكَ اَمرًا (1)

(1) غلام علی آزاد بلگرامی۔ مآثر الکرام فی آثار البلگرام: ج ا، ص 221

نریندر ناتھ لا نے بھی ان واقعات کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

1147ھ/1735ء میں نواب سعادت خان نیشا پوری اودھ، بنارس اور جون پور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ایک بار وہ اس شہر (جون پور) میں آیا۔ لیکن یہاں کے علما اس سے ملنے نہ آئے، جسے اس نے اپنی توہین تصور کیا۔ انتقاماً اس نے ان کی تمام جاگیریں اور وظائف ضبط کر لینے کا حکم جاری کر دیا۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ جس کے بعد سے جون پور پر اِدبار چھا گیا۔ طلبہ اور اساتذہ منتشر ہو گئے اور مدرسے ویران ہو گئے۔ ❶

تاریخ امروہہ کا مصنف لکھتا ہے:

صوبہ جات اودھ اور روہیل کھنڈ میں شیعہ مذہب کی اشاعت نوابانِ اودھ کے حاکمانہ اقتدار اور مبلّغانہ جدوجہد کی بنا پر ہوئی ہے۔ اودھ کی شیعہ سلطنت نے مذہبی لحاظ سے خاص اثر ڈالا۔ جن اشخاص نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا، ان کی املاک، مدد معاش اور جاگیریں تو بحال رکھی گئیں، لیکن جو اپنے قدیم مذہب اہل سنت پر قائم رہے ان کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ ❷

دائرہ شاہ اجمل الٰہ آباد والے شاہ اجمل (1236ھ/1821ء) نے جائداد کی ضبطی کے موقع پر اپنے مسلک کا اظہار ان رباعیوں میں کیا ہے:

اے ضبط نمودۂ تو دیہات مرا
ہم ضبط شود دولت از قہر خدا
زین شیوۂ ناصواب باز آ باز آ
ورنہ تو سزائے خویش یابی بخدا
ایں جا چوں مرداں ہمہ گشتند شیعیاں
اظہار می کنند تشیع چوں بے شمار

---

❶ N.N.LAW. PROMOTION OF MHUAMMADEN LEARING. P.3

❷ محمد احمد عباسی۔ تاریخ امروہہ۔ محبوب المطابع دہلی 1932ء: ج2 ص148

چوں زیں جماعت ہست ہمہ طور من خلاف

گویم ازاں ز صدق دلی مدح چار یار

ان اقدامات کے دور رس نتائج مرتب ہوئے۔ درس گاہیں ویران ہوگئیں۔ اہل علم اِفلاس اور ناداری کا شکار ہو گئے۔ بے روزگاری نے علما کو مجبور کر دیا کہ تقرب سلطانی کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ حکومت وقت کی خوشنودی میں اکثر لوگوں نے اپنا آبائی دین اور مسلک تبدیل کر ڈالا۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کی تصریح کے مطابق قصبہ بلگرام حنفیوں اور قادریوں سے آباد تھا۔ بڑے بڑے علما فضلا اور مشائخ وہاں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن آج وہاں کی ایک کثیر تعداد شیعہ مسلک کی حامل ہے۔ یہ سب تبدیلی اودھ کی شیعی حکومت کے دور میں آئی۔ بہر کیف علم کی ناقدری، مدرسوں کی ویرانی، علما کی بربادی سب سے پہلے اودھ کی شیعی حکومت کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے، اس کی مکمل تباہی بعد میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔

دینی تعلیم کی بیخ کنی: ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکمرانی کی حقیقت

1010ھ/1601ء میں انگلستان میں انگریزوں نے ہندوستان سے تجارت کرنے کے لیے ایک کمپنی بنائی۔ تجارت کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست میں بھی کمپنی نے دخل دینا شروع کر دیا۔ مغل سلطنت کے زوال پذیر ہو جانے کے بعد بہت سے طالع آزما ہندوستان پر قبضہ جمانے کے منصوبے بنانے لگے۔ اس جدوجہد میں اپنے تمام حریفوں کو شکست دے کر ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان کی واحد حکمران بن گئی۔

فی الحقیقت ایسٹ انڈیا کمپنی کی حیثیت بنگال میں مغل شہنشاہ کے وفادار حاکم کی تھی۔ جس طرح اس سے قبل اسی بنگال میں علی وردی خان وغیرہ حاکم رہ چکے تھے۔ مغل شہنشاہ شاہ عالم نے 12 اگست 1179ھ/1765ء کو ایک فرمان کے ذریعے ایسٹ انڈیا کمپنی کو بنگال، بہار اور اڑیسہ کے دیوانی اختیارات عطا کیے تھے۔ مذکورہ بالا فرمان کے الفاظ یہ تھے:

> اس پر مسرت زمانے میں، ہمارا فرمان واجب اذعان اس مضمون کا شرف صدور ہوتا ہے کہ ہر گاہ بلند مرتبت صاحب سطوت وقوت، سر جملہ اکابر، شرفائے عالی شاہ، سر بر آوردۂ مبارزان بے مثال، ہمارے فدوی، جان نثار، اخلاق کیش، بہی خواہ

سزاوار عنایت شاہانہ، انگریزی کمپنی کی فدویت اور خدمات کی مراعات ہمارے مد نظر ہیں۔ اس لیے ہم نے کمپنی کو صوبہ جات بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی معاف اور التمغا کے طور پر بلا شرکت غیرے عطا کی ہے۔

لازم ہے کہ متذکرہ کمپنی ہماری شاہی مال گزاری کے لیے 26 لاکھ روپیہ کی رقم ادا کرنے کی ضامن رہے گی۔ [1]

اس ''جاں نثار'' اور ''فدوی'' کمپنی کے لیے کسی اخلاق اور قانون کی رو سے یہ بات جائز نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ اپنے مہربان آقا کی نافرمانی کرتی۔ اس کے رائج کردہ نظامِ حکومت نظم و نسق، سیاسیات، مالیات، تعلیم وغیرہ میں ادنیٰ درجے کا تغیر بھی روا رکھتی۔ کتنی بھی ذہنی بلند پروازی دکھائی جائے، اس فرمان سے خود مختاری اور آزاد حکم رانی کا جواز ہرگز پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ مغل شہنشاہ دہلی کی منظوری کے بغیر کمپنی کی حکومت کے جاری کردہ تمام احکام، ضوابط اور قوانین کا کوئی آئینی جواز نہیں تھا۔

بعض حق پسند انگریزوں کو بھی اس بنیادی حقیقت کا اعتراف ہے۔ ولیم ہنٹر (WILLIAM HUNTER) لکھتا ہے:

انگریزوں نے دہلی کے شہنشاہ کی طرف سے بنگال میں افسر مال گزاری (CHEIF REVENUE OFFICER) کی حیثیت سے قبضہ کیا تھا۔ بڑی رشوت دے کر عہدہ حاصل کرنے کے بہ جائے ہم نے تلواروں کے زور پر حاصل کیا تھا لیکن ہمارا قانونی عہدہ، شہنشاہ ہند کے دیوان یعنی افسر مال گزاری کا ہے......۔ اس وجہ سے مسلمان ہم کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم مسلمانوں کے نظامِ حکومت کو برقرار رکھیں، جس کا ہم نے چارج لیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں میرے خیال میں عہد نامے کے دونوں فریق اس کا یہی مفہوم سمجھتے تھے۔ [2]

---

1. Making of British India 1915 P.84
2. W. Hunter our Indian Musalman, P.136

یہ سوال وضاحت طلب ہے کہ صدیوں کے رائج شدہ مسلمانوں کے نظام حکومت اور نظام معاشرت کو معاہدہ کے علی الرغم انگریزوں نے موقع ملتے ہی کیوں بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔اس کا جواب بڑی حد تک انگریز کی ذہنیت میں مضمر ہے۔

انگریز کی ذہنیت

جزائر برطانیہ میں محدود آج کے انگریز کو دیکھ کر جدید نسلوں کے لیے آج سے دو سو سال قبل کے انگریز کا تصور کرنا خاصا دشوار ہے۔اس وقت کا انگریز آج سے بالکل مختلف تھا۔نسلی غرور انگریز کی فطرتِ ثانیہ ہے۔اقوامِ عالم میں برہمنوں کے بعد انگریز ہی ایسی قوم ہے جس نے ہر جگہ نسلی منافرت کو ہوا دی ہے۔انگریز مورخ آرنلڈ ٹائن بی اعتراف کرتا ہے کہ ساری دنیا میں یہ لعنت ہماری ہی لائی ہوئی ہے۔اس وجہ سے اہل ہند کو انگریز فروتر اور ذلیل تر سمجھتا تھا۔

مسلمان سے نفرت اور بھی شدید تھی۔اسلام سے نفرت اہل یورپ کو صلیبی دور سے ورثے میں ملی ہے۔اسلام اور رسول ﷺ کے متعلق ایک عام یورپین کے خیالات آج بھی حد درجے مضحکہ خیز ہیں۔مسلمانوں کے علوم و فنون اور تہذیب و تمدن ان کی نگاہ میں ہیچ ہیں۔میکالے، جو ہندوستان اور پاکستان کے موجودہ نظامِ تعلیم کا بانی ہے اس کا یہ جملہ انگریز کی اس ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے: ''یورپ کے کسی اچھے کتب خانے کی محض ایک الماری ہندوستان اور عرب کے سارے ادبی سرمائے پر بھاری ہے۔'' [1]

ابن سینا، البیرونی، غزالی، رازی، ابن خلدون، شاہ ولی اللہ وغیرہ سینکڑوں علماء اور مفکرین کی کتابوں پر ایسا کیسا عجیب وغریب تبصرہ ہے اس میں جہالت کے ساتھ حقارت کا جذبہ پنہاں ہے۔

مزید ستم ظریفی یہ ہوئی کہ ایشیا میں پیہم فتوحات کی وجہ سے انگریز کے دماغ پر انتہائی تیز حاکمانہ نشہ سوار ہو گیا۔سفید فام اقوام کی برتری کا مزعومہ عقیدہ (WHITE MAN'S BURDEN) اس کے ایمان کا جز بن گیا۔وہ اپنی جہانگیریت کی مہم کو اور اس میں ہر قسم کے ظلم و ستم اور فریب و دغا کو جائز بلکہ مستحسن قرار دیتا تھا، اس لیے کہ ان فتوحات کا مقصد ایشیا اور افریقہ کی اقوام کو مہذب اور

---

[1] میکالے کا تعلیمی نظریہ، مترجم عبدالحمید صدیقی، روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی کراچی 1965ء، ص 48

شائستہ بنانا تھا۔ مہذب بنانے کا بس ایک ہی مفہوم اس کے نزدیک معتبر تھا، وہ یہ کہ تمام اقوام مذہب مسیحیت قبول کرلیں اور مغربی تہذیب میں پوری طرح رنگ جائیں، یہاں تک کہ ان کی انفرادیت محو ہو جائے۔ نسلی تفوق اور برتری کا مظاہرہ انگریزی شاعر رڈیارڈ کپلنگ (RUDYARD KIPLING) نے اس شعر میں کیا ہے۔ یہ اس وقت کے انگریز کے خیالات کا صحیح عکس ہے۔ واضح رہے کہ یہ شاعر پاکستان میں پیدا ہوا تھا اور یہیں پلا بڑھا تھا: THE EAST IS EAST AND THE WEST IS WEST NEVER THE TWAIN SHALL MEET.

''مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب ہے۔ دونوں ہرگز باہم نہیں مل سکتے۔''

1070ھ/1659ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹروں نے اس بات کی وضاحت کردی کہ ان کی دلی خواہش یہ ہے کہ ہر ممکن ذریعے سے مسیحیت کو ہندوستان کے لوگوں میں پھیلایا جائے۔ اس کے بعد مسیحی پادریوں کی آمد کا دروازہ کھل گیا۔ کمپنی کے جہازوں میں بیٹھ کر پادری ہندوستان میں آتے تھے اور تبلیغ کرتے تھے۔ [1]

ہندوستان کی دوسری اقوام کے لیے اس راہ پر چلنے میں کوئی خاص رکاوٹ نہیں تھی، لیکن مسلمانوں کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ دینی اعتبار سے وہ آخری الہامی کتاب کے حامل ہیں اور تہذیب وتمدن میں وہ کسی سے فروتر نہیں ہیں۔ سیاسی اعتبار سے اس ملک پر صدیوں سے حکمرانی کرتے رہے ہیں۔ وہ بھلا انگریز کے مذموم مقاصد کس طرح قبول کر سکتے تھے۔ اس وجہ سے انگریز کا سارا غصہ مسلمانوں کے خلاف تھا۔ اس کی تمام تخریبی کارروائیوں کا ہدف مسلمان بنے۔ ہندوستان میں انگریز کی پالیسی یہ رہی ہے کہ مسلمانوں کو سیاسی طور پر مغلوب ومقہور، معاشی طور پر مفلوک اور قلاش اور علمی طور پر جاہل بنا دیا جائے، تاکہ اس میں مزاحمت کی طاقت باقی نہ رہے اور پھر وہ ان کی بتائی ہوئی راہ پر چلنے کے لیے مجبور ہو جائے۔

اس فاسد، ذہنیت اور ان مکروہ مقاصد کی خاطر انگریز نے دیدہ ودانستہ اپنے دائرہ اختیار سے سراسر تجاوز کیا۔ فرماں برداری اور وفاداری کی روش ترک کر کے حکومت کے نشے میں اور مسیحیت کے پندار میں من مانی کرنے کی ٹھان لی۔ (جاری ہے)

---

[1] Noorullah and Naik. History of Education in India. P.44

تبصرہ و تعارف کتب

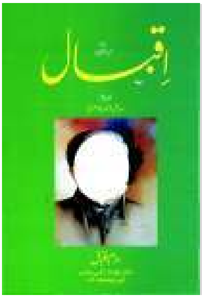

1

سہ ماہی مجلّہ اقبال لاہور

مدیر اعلیٰ: ریاض احمد چودھری

ناشر: بزمِ اقبال، نرسنگداس گارڈنز، ۲۔کلب روڈ، لاہور

تبصرہ نگار: انجینئر مختار فاروقی

اقبال کے دیس میں فکرِ اقبال، حکمتِ اقبال و پیغامِ اقبال کے فروغ کے لیے دامے، درمے، سخنے، قلبے، دماغے کی جانے والی ہر کوشش قابل ستائش ہے۔ اس دمکتے سلسلۃ الذہب کی ایک معروف کڑی سہ ماہی مجلّہ 'اقبال' لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ہر اُس فکر کی طرح جو انسان دوست اور خداشناس ہو، فکرِ اقبال کا زمینی غلبہ اور حقِ حکمرانی بھی مسلّم ہے، چاہے اس میں مزید کتنے عشرے لگ جائیں۔ اس فکر اور اس کی حکمت و پیغام کے نفاذ میں تقدیم و تاخیر کا سبب 'اقبال' کے نام سے پہچانے والے افراد کی اپنی زندگیوں میں اس کی 'گواہی' کا فقدان ہے اجتماعی سطح میں تمام افراد ایک طرح کی صلاحیتوں کے حامل نہیں ہوتے لیکن ناگزیر تعداد بھی باعمل اور فدائین (جذبہ عشق سے سرشار) ہوں تو بقول اقبال ع 'مسند کیقباد را در تہہ بوریا طلب' اللہ تعالیٰ زمین میں اقتدار عطا فرما دیتا ہے۔ (النور 55:24) فکر اقبال کا تقاضا ہے کہ مردِ مومن اور اقبال کے شاہین پیدا ہوں مگر قیامِ پاکستان کے پون صدی بعد بھی فکرِ اقبال کا غلبہ یعنی جناح و اقبال کے افکار کی روشنی میں حکومت کا قیام ابھی ایک سہانا خواب ہی ہے۔ جریدہ 'اقبال' اور دیگر ادارے غنیمت ہیں اور مبارکباد کے مستحق ہیں کہ 'سوئے قطار می کشم' کی صدا تو لگا رہے ہیں تا آنکہ مسلمانانِ

پاکستان کو نشانِ منزل مل جائے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ کرے اقبال کا حلقہ اشاعت وسیع ہو۔ اس بزمِ اقبال کے شرکاء اور قارئین مردِ مومن بنیں، اقبال کے شاہین بنیں، خواتین بقولِ اقبال ؎

بتولؓے باش و پنہاں شو ازیں عصر　　　　که در آغوش شبیرؓے بگیری

کا مصداق بنیں۔ اسلام پاکستان سے پھیل کر آفاقی حکومت میں تبدیل ہو جائے تو جہاں سیّدنا حضرت محمد ﷺ کے لیے 'وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ' کا دور ہو گا وہاں اقبال کا ذکر بھی ہو گا اور اقبالی حلقہ کے لیے مسرت و شادمانی کا وقت ہو گا۔ ان شاء اللہ۔ سہ ماہی مجلّہ اسی مقصد کے لیے کوشاں ہے اللہ تعالیٰ اس ادارے کے منتظمین و معاونین کو اپنے مشن میں کامیابیاں و کامرانیاں عطا فرمائے آمین۔ یہ جریدہ ہر لائبریری اور تعلیمی ادارے کے لیے ناگزیر ہے۔

2 شعورِ پاکستان

تالیف: پروفیسر رشید احمد انگوی

ناشر: الخلیل ریسرچ سنٹر، مرغزار کالونی، لاہور

تبصرہ نگار محمد انور سعید

زیرِ تبصرہ کتاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ڈائمنڈ جوبلی (1947ء-2020ء) کے حوالے سے پروفیسر رشید احمد انگوی (نامور معلم، صحافی و دانشور) کی فیس بک پوسٹ کا مجموعہ ہے جو کتابی دُنیا میں نیا اضافہ ہے کہ اب پوسٹس بھی کتابی صورت میں محفوظ مل سکتی ہیں۔ ہر موضوع پر مختصر پیغام کی صورت میں یہ پوسٹس سیاسی شعور و بیداری پیدا کرتی ہیں۔ کبھی ہم حلقہ احباب یا ارباب ذوق پڑھا سنا کرتے تھے انگوی صاحب نے حلقہ ارباب فیس بک متعارف کرایا ہے انگوی صاحب نے نئے مولفین کا کام بھی آسان کر دیا ہے۔ 100 صفحات کی کتاب میں میرے لیے سنہری باتیں قابل مطالعہ رہیں جیسے تاریخ کا سبق، وحشی درندہ، وقت کی پکار، سیاسی منظر نامہ، مجاوروں کی سیاست، روحِ دین اٹل حقیقت، قانون ہمارا، گورکھ دھندا، ایک سنہری قول، مجرم توبہ کریں، جلتی پر تیل کا کام کرنے میں میڈیا کا حصہ، بے انصافی، سیاست و جمہوریت کی اصلاح کا دس نکاتی چارٹر۔ مختصر وقت، مختصر پیغام مختصر بات کرنے / سننے والے اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے

اُس آدمی سے بھی زیادہ جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اُتر گیا ہو جو سامانِ راحت سے خالی اور اسبابِ ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو، (وہ آرام کے لیے وہاں کہیں لیٹ جائے اور) اسے نیند آ جائے پھر جب اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے، پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو، یہاں تک کہ پیاس کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لیے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اُسی جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سویا تھا تا کہ مجھے موت آ جائے، پھر وہ (اسی جگہ آ کر) اپنے بازو پر سر رکھ کے مرنے کے لیے لیٹ جائے، پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے۔ تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا، اللہ کی قسم! مؤمن بندے کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ: وہ (مسافر اپنی اونٹنی کو دیکھ کر)

انتہائی خوشی سے کہتا ہے: 'اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب'۔

انتہائی زیادہ خوشی میں اس کے منہ سے غلط بات نکل جاتی ہے۔

Vol 15

CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
JANUARY 2021

No 01

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

اقبال و جناح
کے پاکستان کا
استحکام وبقا ـــــ
فکرِ اقبال کی روشنی میں
چند عملی اقدامات

حسبِ روایت
اس سال بھی
ماہنامہ
حکمتِ بالغہ
جھنگ
نومبر 2020ء کی
خصوصی اشاعت
شائع ہوگئی ہے
جس میں ملک کے
معروضی حالات میں
فکرِاقبال کو روبعمل لانے
کے اقدامات پر
بحث کی گئی ہے

محدود تعداد میں کاپیاں دستیاب ہیں
صفحات: 394   زرتعاون: -/550 روپے

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861
0336-6778561

تبدیلی ای میل ایڈریس

قارئین کرام!
ماہنامہ حکمت بالغہ کا نیا ای میل ایڈریس نوٹ فرمالیں۔
hikmatbaalgha1@yahoo.com